ابنِ صفی

جلد نمبر
15

جاسوسی دنیا

45- خونی بگولے

46- لاشوں کا سوداگر

47- ہولناک ویرانے

48- لیونارڈ کی واپسی

جاسوسی دنیا نمبر 46

لاشوں کا سوداگر

(مکمل ناول)

نامعلوم مہم

کیپٹن حمید نے پانچویں بار کچھ پوچھنے کی کوشش کی لیکن فریدی کی تیز نظروں کی تاب نہ لاکر خاموش ہو گیا۔ رات کے ساڑھے بارہ بج چکے تھے اور کرنل فریدی کی سیاہ آسٹن شہر کی سڑکوں کے چکر کاٹ رہی تھی.... فریدی اور حمید دونوں سیاہ لباس میں ملبوس تھے اور فریدی کے زانوؤں پر چمڑے کا ایک تھیلا رکھا ہوا تھا جس میں نقب زنی اور قفل شکنی کے آلات کے علاوہ ایک عجیب وضع کی چھوٹی سی مشین بھی تھی۔

حمید فریدی کے پروگرام سے قطعی ناواقف تھا۔ اُسے بس ساتھ چلنے کے لئے کہا گیا تھا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ فریدی کبھی اسے اپنی اسکیموں کے متعلق کچھ نہیں بتایا کرتا تھا اور حمید کو بھی اس سلسلے میں کچھ ضد سی ہو گئی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ فریدی قبل از وقت کبھی کچھ نہیں بتاتا لیکن پھر بھی وہ پوچھنے سے باز نہیں آتا تھا۔

کار جیسے ہی چیتھم روڈ پر مڑی اس نے کہا۔ "میرے ذہن میں ایک اسکیم ہے۔"

"کیسی اسکیم....؟" فریدی نے پوچھا۔

"آپ مجھے یہیں اُتار دیجئے۔"

"کیوں....؟"

"میں کار کے پیچھے دوڑوں گا۔"

"بکومت۔"

"اور یہ چیختا ہوا دوڑوں گا روکو.... روکو میری عقل اگلی سیٹ پر رہ گئی ہے۔"

فریدی مسکرا کر رہ گیا.... حمید بڑبڑاتا رہا۔ "خدا نے مجھے نائب تحصیلدار نہیں بنایا حشر کے

دن اس کا شکوہ کروں گا۔ اس محکمے میں نہ عزت ہے نہ آرام۔ گاؤں کے پٹواری مجھ سے زیادہ مزہ کرتے ہوں گے۔"

"تم کیا چاہتے ہو۔"

"آرام.....!"

"تب تو تمہیں نائب تحصیلدار کی بیوی بننے کی خواہش کرنی چاہئے۔"

"میں بیوی کا نائب تحصیلدار بھی بننے پر تیار ہوں۔ مگر مجھے تھوڑا سا آرام ضرور چاہئے۔ میں اپنی افتاد طبع سے مجبور ہو کر اس محکمے میں نہیں آیا ہوں۔"

"تو بیٹے خاں! تمہیں محکمہ آرام تو دنیا کے کسی بھی حصے میں نہیں ملے گا۔ ویسے میری نظروں میں صرف ایک جگہ ایسی ہے جہاں آرام ہی آرام ہے۔"

"مجھے اس کا پتہ بتائیے۔"

"قبر.....!"

"میں وہاں بھی جانے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ کوئی خوبصورت سی لڑکی بھی میرے ساتھ دفن ہونے کا وعدہ کرلے۔"

"آگئے اوقات پر۔" فریدی منہ بنا کر بولا۔

"میرے باپ دادا کی بھی یہی اوقات تھی جس کا نتیجہ میں بھگت رہا ہوں۔"

"اچھا بکواس بند کرو۔"

"بند ہوگئی۔ لیکن آپ کو یہ تو بتانا ہی پڑے گا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔"

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔"

فریدی نے کار کی رفتار کم کردی۔ وہ ایک ایسے علاقے میں تھے جہاں کئی بڑی بڑی کوٹھیاں تھیں لیکن ان میں سے شائد دو تین ہی ایسی رہی ہوں جن کی کسی کھڑکی میں روشنی نظر آ رہی ہو۔

ایک جگہ فریدی نے کار روک دی۔

"اُترو.....!" اس نے حمید سے کہا۔ "تم یہیں کھڑے رہو میں ابھی آتا ہوں۔"

"یہ بھی بتا دیجئے کہ اگر آپ واپس آنا بھول گئے تو میں کیا کروں گا۔"

"بکواس مت کرو۔" فریدی نے اُسے نیچے دھکیلتے ہوئے کہا۔

کار آگے بڑھ گئی۔ حمید اندھیرے میں مکا ہلاتا رہ گیا۔ جھلاہٹ شاید آخری منزل پر تھی لیکن خاموشی کے علاوہ اور چارہ ہی کیا تھا۔ وہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔

آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور کسی وقت بھی بارش ہوسکتی تھی۔

شائد دس منٹ بعد فریدی واپس آگیا۔ کار کہیں چھوڑ آیا تھا۔ لیکن چمڑے کا تھیلا اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ حمید کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے ایک عمارت کی طرف بڑھا۔ پھاٹک کے قریب پہنچ کر اس نے حمید سے کہا۔ "میں پھاٹک کا تالا توڑنے جارہا ہوں۔"

"بسم اللہ مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے کہئے تو قریب کے تھانے میں اطلاع کر دوں۔"

"سنجیدہ ہو جاؤ.... ورنہ تھپڑ مار دوں گا۔"

فریدی نے تھیلے سے ایک اوزار نکالا اور اسے قفل کے کنڈے میں پھنسا کر زور کرنے لگا۔

دوسرے ہی لمحے میں کنڈا ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ الگ ہو گیا۔

پھاٹک کھول کر وہ اندر داخل ہوئے۔ چاروں طرف قبرستان کی سی ویرانی تھی۔ پائیں باغ چھوٹا ہی تھا۔ انہیں اصل عمارت تک پہنچنے میں دیر نہ لگی۔

برآمدہ بھی تاریک تھا اور بظاہر عمارت کے کسی بھی حصے میں زندگی کے آثار نہیں پائے جاتے تھے۔ فریدی نے جیب سے ٹارچ نکالی۔

صدر دروازہ بھی مقفل تھا اور یہ قفل ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا جسے آسانی سے توڑا جاسکتا۔

فریدی ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ پھر وہ ایک کھڑکی کی طرف بڑھا۔

کھڑکی کا شیشہ توڑنے میں کیا دشواری ہوسکتی تھی۔ دوسرے ہی لمحے میں اُس نے شیشہ سے نکلی ہوئی جگہ میں ہاتھ ڈال کر اندر سے چٹخنی گرادی۔ کھڑکی کھل گئی۔

اندر پہنچتے ہی حمید نے کچھ اس قسم کی بو محسوس کی جیسے اس عمارت میں عرصہ سے تازہ ہوا کا گذر نہ ہوا ہو۔ وہ ایک آراستہ کمرے میں کھڑے ہوئے تھے۔ فرنیچر پر گرد کی تہیں نظر آرہی تھیں۔ فریدی کی ننھی سی ٹارچ کی شعاع بڑی تیزی سے کمرے میں گردش کر رہی تھی۔ پھر وہ پوری عمارت کا چکر لگانے کے بعد اس کمرے میں دوبارہ واپس آئے جہاں انہوں نے کسی قسم کا بھی کوئی سامان نہیں دیکھا تھا۔ یہ کمرہ بالکل خالی تھا۔ دیواریں اور فرش ننگے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہاں کبھی کوئی سامان رہا ہی نہ ہو۔ فریدی نے سوئچ آن کر کے کمرے میں روشنی کر دی۔

حمید نے محسوس کیا کہ فریدی آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کر رہا ہے۔ اس کے چہرے پر کچھ اس قسم کے آثار تھے جیسے اُسے اس کمرے کو اس حال میں دیکھ کر سخت مایوسی ہوئی ہو۔

"کچھ نہ ہوا۔ کچھ بھی نہ ہوا۔" فریدی آہستہ سے بڑبڑایا۔

"کیا نہ ہوا۔"

"اس کمرے کی حالت دیکھ رہے ہو۔"

"دیکھ رہا ہوں.... مگر مجھے کوئی خاص بات نظر نہیں آتی۔"

"یہاں پہلے بھی کافی سامان رہا ہو گا۔ ممکن ہے فرش پر قالین یا دری بھی رہی ہو۔" حمید متحیرانہ انداز میں فریدی کو گھورنے لگا۔

"ٹھہرو بتاتا ہوں۔" فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ پھر اس نے تھیلے سے وہ مشین نکالی جس کے استعمال سے حمید ابھی تک ناواقف تھا اور نہ پہلے ہی کبھی وہ فریدی کے پاس نظر آئی تھی۔ اس کے پچھلے حصے میں تار سے لگا ہوا ایک پلگ لٹک رہا تھا۔ فریدی نے وہ پلگ دیوار سے لگے ہوئے سوئچ بورڈ میں نصب کر دیا۔ مشین زیادہ بڑی نہیں تھی اور اس کی شکل بکس نما کیمرے سے مشابہ تھی۔ حمید تو یہی سمجھا کہ شاید وہ کسی قسم کا کیمرہ ہے جس سے فریدی کمرے کا فوٹو لینے کا ارادہ رکھتا ہے۔

لیکن دوسرے ہی لمحے میں وہ چھوٹی سی مشین ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ چل پڑی اور اُس میں سے مٹیالے رنگ کا گہرا غبار نکل کر فرش پر منتشر ہونے لگا۔

فریدی اپنے ہاتھوں کو آہستہ آہستہ جنبش دے رہا تھا۔

شاید ایک یا ڈیڑھ منٹ تک مشین چلتی رہی پھر فریدی نے اُسے بند کر دیا۔

"اب دیکھو....!" فریدی نے فرش کی طرف اشارہ کیا۔

اب فرش پر بے شمار قدموں کے نشانات نظر آ رہے تھے۔ مشین سے غبار منتشر کرنے سے پہلے فرش بالکل صاف دکھائی دیتا تھا۔

"مگر شاید تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں نے یہ سب کچھ پیروں کے نشانات کے لئے کیا ہے۔" فریدی نے کہا۔

"میں کچھ بھی نہیں سمجھ رہا ہوں۔"

"تو اب سمجھو۔ مجھے توقع تھی کہ اس کمرے میں تھوڑی جگہ ایسی بھی ہوگی جہاں پیروں کے

نشانات نہ ہوں گے۔"

"نہ ہوں گے۔ میں اب بھی نہیں سمجھا۔ لیکن ہاں اس طرف کونے میں نشانات نہیں ہیں۔ فرش صاف ہے۔"

"ٹھیک.... ذرا ٹھہرو۔" فریدی نے کہا اور دیوار کی جڑ کے ساتھ چلتا ہوا اس حصے تک پہنچ گیا۔ جہاں قدموں کے نشانات نہیں تھے۔ پھر اس نے رک کر چاروں طرف دیکھا اور دیوار پر ایک جگہ نظر جمادی۔

خاموشی کا ایک طویل وقفہ۔ حمید کو الجھن ہونے لگی تھی اور اب وہ فریدی کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔ پھر اچانک وہ ایک عجیب طرح کا شور سن کر فریدی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

فریدی بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ادھر دیکھو مجھے اس کی تلاش تھی۔" فریدی نے ایک ایسے خلاء کی طرف اشارہ کیا جو فرش میں اسی جگہ پیدا ہو گیا تھا جہاں قدموں کے نشانات نہیں تھے۔

حمید آنکھیں پھاڑے اُدھر ہی دیکھتا رہا۔

"دیوار سے ملے ہوئے ادھر ہی چلے آؤ۔" فریدی بولا۔

"میں آرہا ہوں.... لیکن یہ سب ہے کیا بلا۔" حمید دیوار کے سہارے اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

فریدی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی ٹارچ کی روشنی تہہ خانے میں رینگ گئی۔ سامنے ہی سیڑھیاں تھیں۔

❁

آسکر اسٹریٹ میں سناٹا تھا۔ پوری سڑک روشن تھی۔ لیکن رات زیادہ گذر جانے کی وجہ سے آمد و رفت بند ہو گئی تھی۔ مکانوں کی کھڑکیوں میں زیادہ تر گہری نیلی روشنی نظر آرہی تھی۔

اچانک آسکر اسٹریٹ کا سکوت شور و غل میں تبدیل ہو گیا۔ لیکن وہاں کے رہنے والے بدستور سوتے رہے۔ اگر کسی کی آنکھ کھلی بھی ہو گی تو بڑی بے پروائی سے کروٹ بدل کر دوبارہ سو گیا ہو گا۔ سب ہی جانتے تھے کہ آسکر اسٹریٹ میں ایک شراب خانہ بھی ہے اور اس کا مالک کوئی اچھا آدمی نہیں۔ سب ہی جانتے تھے کہ وہاں اچھے آدمی نہیں آتے۔ اسی لئے کسی میں اتنی ہمت

بھی نہیں تھی کہ وہ اس شراب خانے یا اس میں ہونے والی مذموم حرکات کے خلاف آواز اٹھا سکتا۔

گریٹی کو سب جانتے تھے۔ وہ ایک لمبا تڑنگا دیسی عیسائی تھا۔ اس کی پیشانی زخموں کے نشانوں سے داغدار تھی اور بایاں گال ٹھوڑی سے لے کر کان کے نیچے تک دو حصوں میں تقسیم تھا۔ یہ بھی کسی گہرے زخم ہی کا نتیجہ تھا۔ جبڑے بھاری اور چہرہ کافی بڑا تھا۔

گریٹی ہی اس شراب خانے کا مالک تھا اور اس شراب خانے میں رات کو عموماً شہر کے چھٹے ہوئے بدمعاش اکٹھا ہوا کرتے تھے۔ اکثر وہ نشے میں ہنگامہ برپا کر بیٹھتے اور اتنا شور ہوتا کہ پاس پڑوس کے بہرے آدمیوں کی بھی نیندیں اچٹ جاتیں لیکن جیسے ہی گریٹی اپنے کمرے سے نکل کر مجمعے تک آتا اچانک اس طرح خاموشی چھا جاتی جیسے بھیڑوں کے گلے میں کوئی بھیڑیا گھس آیا ہو۔ بہکے ہوئے شرابیوں کا نشہ ہرن ہو جاتا۔

آج بھی یہی ہوا۔ دو آدمی کسی بات پر لڑ بیٹھے۔ پہلے بوتلیں چلیں پھر میزوں اور کرسیوں کی باری آ گئی جب تک گریٹی اپنے کمرے سے نکلتا کئی آدمیوں کے سر لہولہان ہو گئے اور دو تین کرسیاں ٹوٹ گئیں۔

"کیا ہو رہا ہے" ہنگامہ کرنے والوں نے گریٹی کی گرجدار آواز سنی اور جہاں تھے وہیں رہ گئے۔ اس طرح سناٹا چھا گیا جیسے کچھ دیر قبل کوئی بات ہی نہ رہی ہو۔

"جھگڑا.... کس نے شروع کیا تھا۔" گریٹی کی تیز قسم کی سرگوشی کمرے میں گونج کر رہ گئی۔ اس کی خونی آنکھیں مجمعے کو گھور رہی تھیں اور وہ کمر پر ہاتھ رکھے سینہ تانے اس طرح کھڑا تھا جیسے کوئی دیو بالشتیوں کے سرزمین میں پہنچ گیا ہو۔

لوگوں نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ یہ بھی ایک کافی تندرست اور خوش پوش آدمی تھا لیکن اس کی آنکھوں سے پتہ چلتا تھا کہ وہ انتہائی کینہ توز اور خونی قسم کا آدمی ہے۔

"ادھر آؤ....!" گریٹی نے اس سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے باپ کا نوکر نہیں ہوں۔" دوسرا گرج کر بولا۔

گریٹی ایک دوسری میز کی طرف دیکھنے لگا جس کے گرد چار آدمی بیٹھے کچھ دیر قبل تاش کھیل رہے تھے لیکن اب انہوں نے تاش کی گڈی ایک طرف رکھ دی تھی اور گریٹی کے مخاطب کو بھوکی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ گریٹی نے انہیں کچھ اشارہ کیا اور وہ اپنے کمرے کی طرف

واپس چلا گیا۔

دوسرا آدمی ہوشیار ہو چکا تھا لیکن اسے مدافعت کا موقع نہ مل سکا۔ چاروں اس پر ٹوٹ پڑے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کے ہاتھ پیر سست پڑ گئے۔

دوسرے لمحے میں وہ اُسے کھینچتے ہوئے گریٹی کے کمرے کی طرف نلے جارہے تھے۔

گریٹی نے اُسے بڑی حقارت سے دیکھ کر اپنے آدمیوں سے کہا۔ "اس کے کپڑے اتار دو۔"

دوسرے آدمی نے پھر جدوجہد کرنی چاہی لیکن بس نہ چلا۔ انہوں نے اسے قابو میں کر کے اس کے کپڑے اتار دیئے۔ جسم پر صرف ایک انڈرویئر رہ گیا۔

"اب دروازے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔" گریٹی نے اس سے کہا۔

دروازہ کھلا ہوا تھا۔ یوں ہی وہ دروازے کی طرف مڑا۔ گریٹی نے اس کی کمر پر ایک لات رسید کر دی۔ وہ منہ کے بل شراب خانے میں جاگرا۔ اس بار شراب خانے کی چھت قہقہوں کے شور سے جھنجھنا اٹھی۔

"ان سے کہو زیادہ شور نہ مچائیں۔" گریٹی نے اپنے آدمیوں سے جھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

اتنے میں فون کی گھنٹی بجنے لگی اور وہ چاروں کمرے سے نکل گئے۔

گریٹی نے ریسیور اٹھالیا۔ "ہیلو۔"

"گریٹی۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہاں میں گریٹی بول رہا ہوں۔"

"چیتھم روڈ والی کوٹھی میں دو آدمی داخل ہوئے ہیں۔"

"کون ہیں۔"

"میں نہیں جانتا۔ فوراً پہنچو۔"

"اچھا....!" گریٹی ریسیور رکھ کر دروازے کی طرف مڑا۔

❁

"ہم کہاں جارہے ہیں۔" حمید نے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔

"آؤ۔" فریدی تہہ خانے کی پہلی سیڑھی پر پیر رکھتا ہوا بولا۔

"ٹھہرو....!" اچانک پشت سے آواز آئی۔ فریدی اور حمید کے ہاتھ بے اختیارانہ طور پر اپنی

پیشانیوں کی طرف گئے اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اُن کے چہروں پر سیاہ نقابیں کھنچ گئیں۔ وہ دروازے کی طرف مڑے۔

پانچ مسلح نقاب پوشوں کے ریوالور اُن کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔

''اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔'' سب سے اونچے آدمی نے کہا۔

اُن کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔ لمبا آدمی چند لمحے انہیں گھورتا رہا پھر اس نے اپنے آدمیوں سے کہا۔ ''ان کے چہرے کھول دو۔''

دو آدمی آگے بڑھے۔ انہوں نے اپنے ریوالور جیب میں رکھ لئے تھے لیکن اب بھی تین ریوالوروں کی نالیں فریدی اور حمید کی طرف تھیں۔

وہ دونوں ان کے قریب آگئے۔

''خبردار....!'' لمبے آدمی نے للکارا ''کوئی حرکت نہ ہو ورنہ دوسرے لمحے میں تم مردہ ہوگے۔''

''ترکیب نمبر چوبیس۔'' فریدی آہستہ سے بڑبڑایا اور حمید بڑی پھرتی سے زمین پر بیٹھ گیا۔

فریدی نے بھی یہی کیا تھا۔

دونوں نقاب پوش اپنے ہی زور میں ان پر آرہے۔ اور پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ فریدی اور حمید کی گرفت میں تھے۔ بیک وقت تین فائر ہوئے لیکن تینوں گولیاں سامنے والی دیوار پر پڑیں۔

قبل اس کے کہ وہ دوسرا راؤنڈ چلاتے فریدی نے اپنے قابو میں آئے ہوئے آدمی کو اُن پر کھینچ مارا۔ تین فائر پھر ہوئے لیکن کوئی گولی چھت پر پڑی اور کوئی دیوار پر کیونکہ وہ تینوں گر گئے تھے۔ فریدی ان پر بھوکے بھیڑیئے کی طرح جھپٹ پڑا۔ حمید کو کچھ نہ سوجھی تو اس نے اپنے شکار کو تہہ خانے میں دھکا دے دیا لیکن اسے اتنا ہوش کہاں تھا کہ وہ اس کی چیخ سن کر محظوظ ہوتا دوسری طرف فریدی ان چاروں سے گتھا ہوا تھا۔ حمید نے ریوالور نکالا۔ لیکن اس کی سمجھ ہی میں نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔ اس نے ریوالور پھر جیب میں ڈال لیا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بھڑ گیا۔ اب ان میں سے کسی کے بھی ہاتھ میں ریوالور نہیں تھے۔

یہ چھ آدمی نہیں معلوم ہو رہے تھے۔ ان کے ہاتھ پیر تیزی سے حرکت کر رہے تھے اور حلق سے ایسی ہی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے وہ جھلائے ہوئے درندے ہوں۔

چاروں نقاب پوش اس کوشش میں تھے کہ فرش سے اپنے ریوالور اٹھالیں لیکن شاید فریدی

بھی یہی چاہتا تھا۔ ان کے ہاتھ ریوالوروں کی طرف نہ جاسکیں۔

"او گدھے! ریوالور سمیٹو!" فریدی نے جھلائی ہوئی آواز میں حمید سے کہا۔

حمید کو ہوش آ گیا۔ واقعی اس سے ابھی تک گدھا پن سرزد ہوتا رہا تھا۔ وہ ریوالوروں کی طرف جھک پڑا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں لمبے آدمی کی لات اس کی کمر پر پڑی اور وہ اوندھے منہ فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

حمید چوٹ کی پرواہ کئے بغیر پھر پلٹا۔ اس بار اگر اس سے ذرہ برابر بھی غفلت ہو جاتی تو لمبے آدمی کی ٹھوکر سے اس کے چہرے کا بھرتا بن گیا ہوتا۔ وہ بڑی تیزی سے ایک طرف سرک گیا۔ دوسری طرف فریدی کا گھونسہ لمبے آدمی کی پیشانی پر پڑا اور حمید کو چاروں ریوالوروں کو سمیٹ لینے کا موقع مل گیا۔

لیکن اس کی حسرت دل ہی میں رہ گئی کیونکہ جیسے ہی اس نے ریوالوروں پر قبضہ کیا وہ چاروں بھاگ نکلے۔

کار میں لاش

دوسری صبح ناشتے کی میز پر حمید اونگھ رہا تھا۔ رات کی غیر متوقع ورزش نے اس کے جسم کا بند بند دکھا دیا تھا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر وہ لوگ اتنی جلدی کہاں غائب ہو گئے تھے۔" اس نے چونک کر کہا۔

"تم نے بات بھی پوچھی تو بے تکی۔" فریدی بولا۔

"ہاں بے تکی۔" حمید آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"بے تکی ہی ہے۔ تم نے اس آدمی کے متعلق غور نہیں کیا جسے تم نے تہہ خانے میں پھینکا تھا آخر وہ کہاں غائب ہو گیا۔ زندہ یا مردہ اسے تو کم از کم ملنا ہی چاہئے تھا۔"

"میرا خیال ہے کہ تہہ خانے کے اندر بھی کوئی تہہ خانہ ہو گا۔"

"بس تو پھر یہ سوال ہی فضول ہے کہ وہ لوگ اتنی جلدی کہاں غائب ہو گئے۔"

"اچھا تو پھر بتائیے کہ میں اور کیا پوچھتا۔" حمید نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

فریدی نے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے کہا۔ "خیر سنو! تم نے اس

دوران میں ایک بڑی حیرت انگیز خبر سنی ہوگی۔ یہی کہ بازار میں سو سو روپے کے لاکھوں جعلی نوٹ پھیل گئے ہیں۔"

"ہاں مجھے معلوم ہے۔"

"لیکن یہ نہ معلوم ہوگا کہ وہ نوٹ آئے کہاں سے۔"

"نہیں.... میں نہیں جانتا۔"

"وہ نوٹ سنٹرل بینک سے نکل کر پھیلے ہیں۔"

"سینٹرل بینک سے۔" حمید کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"ایک حیرت انگیز واقعہ جس کا تذکرہ ناممکنات کی تاریخ میں کیا جانا چاہئے۔"

"لیکن سینٹرل بینک سے کس طرح۔"

"یہی مسئلہ تو غور طلب ہے۔" فریدی نے کافی کی پیالی رکھتے ہوئے طویل سانس لے کر کہا۔"نوٹ وہیں سے ایشو ہوئے ہیں اور اب بھی اُن کی کافی بڑی تعداد بینک کے اسٹرونگ روم میں موجود ہے اس کا مطلب سمجھتے ہو۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ جواب طلب نظروں سے فریدی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ٹکسال سے آئے ہوئے اصلی نوٹ اڑا کر اُن کی جگہ جعلی رکھ دیئے گئے۔

"بھلا یہ کس طرح ممکن ہے۔"

"ممکن نہیں ہے۔ اسی لئے تو یہ معاملہ میرے سپرد کیا گیا ہے فرزند۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ اس کے امکانات پر غور کر رہا تھا۔

"تو کیا رات کچھ اسی قسم کا چکر تھا۔" اُس نے پوچھا۔

"قطعی.... آخر تم نے اُس تہہ خانے میں کیا دیکھا تھا۔"

"مجھے وہاں ایک ملک الموت کی پرچھائیں نظر آئی تھی۔" حمید جھنجھلا کر بولا۔

"اُس تہہ خانے میں کسی قسم کی مشین نصب تھی۔ کیا تم نے ان کے نشانات نہیں دیکھے۔ اوپر کا کمرہ اس طرح خالی دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ اب وہاں کچھ نہ ہوگا۔ وہ لوگ مشین نکال لے گئے۔"

"مگر کوٹھی تک آپ کی رسائی کیسے ہوئی تھی۔"

"میں نے اس دوران میں ایک ایسے آدمی پر نظر رکھی تھی جو کسی زمانے میں جعلی نوٹوں کے

بلاک بنانے کے سلسلے میں پکڑا گیا تھا۔ اُسی کے ذریعے میں اُس عمارت تک پہنچا۔ لیکن اب میں اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ اُس تہہ خانے میں نوٹ ہی چھاپنے کی مشین نصب تھی۔"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ مجرم کافی ہوشیار ہیں اور خاص طور سے آپ پر نظر رکھتے ہیں۔"

"ہاں.... آں....!" فریدی نے ایک طویل انگڑائی لی اور ناشتے کی میز سے اٹھ گیا۔

❁

گریٹی کا شراب خانہ اس وقت سرد تھا۔ گریٹی سوتا بھی وہیں تھا۔ اُسی کمرے میں جہاں اُس نے اپنا آفس بنا رکھا تھا۔

ابھی وہ سو ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ گریٹی نے غرا کر کروٹ بدلی اور پھر آنکھیں بند کرلیں۔ لیکن گھنٹی بجتی ہی رہی.... پھر وہ ایک گندی سی گالی بکتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"ہیلو....!" وہ ریسیور میں حلق پھاڑ کر چیخا۔

"گریٹی....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اوہ.... آپ ہیں۔" گریٹی کی آواز نرم پڑ گئی۔

"کل رات وہ دونوں کون تھے۔"

"وہ دیکھئے! بات دراصل یہ ہے کہ وہ بچ کر نکل گئے۔ میرا ایک آدمی بھی بُری طرح زخمی ہو گیا ہے۔"

"کیا تم پہچان بھی نہیں سکے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اُن کے چہروں پر نقابیں تھیں۔"

"اچھا خیر.... خیر تمہیں بتاتا ہوں۔ وہ کرنل فریدی تھا۔"

"ارے....!" گریٹی کی آواز حلق میں پھنس گئی۔

"اپنے آدمیوں کو سمجھا دو کہ اُس عمارت کی طرف اب رخ بھی نہ کریں۔"

"بہت بہتر.... جناب بہتر۔"

"اور سنو.... راجو کو جانتے ہو نا۔"

"جی ہاں.... بہت اچھی طرح.... وہی راجو....!"

"ہاں تم جانتے ہو۔ اچھا.... سنو.... اُسی کی وجہ سے کرنل کی رسائی اُس عمارت تک ہوئی تھی۔"

"وہ کس طرح۔"

"کسی طرح بھی ہو..... اس سے سروکار نہیں۔ بہر حال راجو کو چھٹی دے دو سمجھ گئے نا۔"

"جی ہاں اچھی طرح.... مگر کرنل۔"

"اس کی فکر نہ کرو.... لیکن اُس نے تمہیں پہچانا تو نہیں۔"

"ہرگز نہیں جناب.... میں بچہ نہیں ہوں۔"

"ہاں بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔"

"آپ مطمئن رہیں.... راجو کو کل تک چھٹی دے دی جائے گی۔"

"کل نہیں آج.... جتنی جلدی ممکن ہو سکے۔"

گریٹی نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کیا جا چکا تھا۔

اُس نے ریسیور رکھ دیا۔ اُس کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے۔ وہ چند لمحے میز کے پاس کھڑا فون کو گھورتا رہا پھر کپ بورڈ سے شراب کی بوتل اٹھا کر ہونٹوں سے لگالی۔ دو تین گھونٹ خالص شراب کے لے کر اُس نے بوتل پھر اُس کی جگہ پر رکھ دی۔

پھر اُس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ بار بار دباتا ہی رہا۔ عمارت کے کسی دور افتادہ حصے میں گھنٹی بج رہی تھی۔

پھر ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی دوڑتا ہوا کمرے کی طرف آرہا ہو۔ دوسرے ہی لمحے میں دروازہ کھلا اور ایک اینگلو انڈین لڑکی کا چہرہ دکھائی دیا۔

"یس ڈارلنگ....!" اُس کی سریلی آواز کمرے میں گونج گئی۔

"ڈارلنگ کی بچی چائے کہاں ہے۔" گریٹی دہاڑ کر بولا۔

"اوہ.... ابھی آئی۔ خفا کیوں ہوتے ہو۔" اُس نے کہا اور پھر دوڑتی ہوئی چلی گئی۔ گریٹی بُرا سا منہ بنائے بیٹھا رہا۔ شاید دو تین منٹ بعد وہ اپنے ہاتھوں پر ناشتے کی ٹرے اٹھائے ہوئے دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی۔

"چڑچڑا.... گریٹی بالکل اچھا نہیں معلوم ہوتا۔" اُس نے ٹرے کو میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"شٹ اَپ....!" گریٹی دہاڑا۔

لڑکی پر بظاہر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ کافی خوبصورت اور تندرست تھی۔ عمر بیس اور

پچیس کے درمیان رہی ہوگی۔ عنابی رنگ کے اسکرٹ میں خاصی نچ رہی تھی۔

اُس نے گریٹی کے لئے چائے انڈیلی اور خود بھی ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"بات کیا ہے.... آج صبح ہی صبح۔"

"چپ رہو۔" گریٹی جھلا کر بولا۔

"نہیں چپ رہوں گی۔" لڑکی نے اُسی لہجے میں کہا۔ "تم ہمیشہ مجھے کتیا کی طرح دھتکارتے رہتے ہو۔"

"تم میری ہو کون....؟"

"میں تمہاری کوئی ہوں یا نہ ہوں.... لیکن تم میرے ہو۔"

"زبردستی....!" گریٹی کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ "حالانکہ تم میرے لئے کچھ نہیں کر سکتیں۔"

"کبھی کچھ کہہ کر تو دیکھو۔"

"تم نہیں کر سکو گی۔"

"گریٹی.... کمینے.... تم بتاؤ بھی تو۔"

"آج رات.... اُس آدمی کو بیہوش کرنا ہے۔"

"کسے....!"

"اوہ.... یہ کام بہت آسانی سے ہو جائے گا۔ تم اُسے جانتی ہو۔ وہ تم سے لفٹ ملنے کا خواہاں ہے۔ ہلکے سے اشارے پر تمہارے پیچھے لگ جائے گا لیکن تم اُسے کہیں اور لے جاؤ گی۔ یہ کام یہاں نہ ہوگا۔ سمجھیں راجو کو جانتی ہو۔"

"اچھی طرح جانتی ہوں۔"

"میں تمہیں بیہوشی کی دوا دوں گا۔ لیکن تم اُسے دوا دینے کے بعد پھر اُس جگہ نہیں ٹھہرو گی۔ سمجھیں۔"

❁

"ہیہات.... ہیہات....!" حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "کتنا حسین موسم ہے اور میں اُلو کا پٹھا جعلی نوٹوں کے چکر میں پڑ کر دنیا اور عاقبت دونوں برباد کر رہا ہوں۔"

فریدی نے کار کو ایک تنگ سی گلی میں موڑتے ہوئے کہا۔ ”زندگی سے زیادہ حسین دنیا کی کوئی چیز نہیں۔ حسن کا معیار ہی زندگی ہے اور زندگی کیا ہے۔ شاید تم نہ جانتے ہو۔“

”زندگی....!“ حمید نے پھر ٹھنڈی سانس لی۔ ”زندگی چاند سی عورت کے سوا کچھ نہیں۔“

”نابدان کے کیڑے ہو تم۔“ فریدی بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

”نہیں اس سے بھی بدتر۔ اس کی بھی مادہ ضرور ہوتی ہو گی۔“

”دماغ مت چاٹو.... سمجھے۔“ فریدی آنکھیں نکال کر بولا۔ ”میں تم سے ہزار بار کہہ چکا ہوں کہ شادی کر لو۔“

”تب تو میں اور زیادہ اُلو ہو جاؤں گا۔“

”تب پھر سردی کھائے ہوئے کتے کے پلوں کی طرح ٹیاؤں ٹیاؤں نہ کیا کرو۔ سمجھے۔“

حمید نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔

کار گلی سے نکل کر دوسری سڑک پر آ گئی تھی۔ زیادہ سے زیادہ رات کے آٹھ بجے ہوں گے۔ موسم کافی خوش گوار تھا اور شہر کی سڑکوں پر رونق نظر آ رہی تھیں۔

”حمید....!“ فریدی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ ”میرا خیال ہے کہ اس گروہ میں کوئی عورت بھی ہے۔“

”اگر ایسا ہے تو حمید.... ہے ہے اپنے سر پر جعلی نوٹوں کا بھوت سوار کر لوں گا۔ کیوں کیا آج کسی اندھے کنوئیں میں دھکیلنے کا ارادہ ہے۔“

”نہیں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ کل تم نے پیروں کے نشانات کی طرف دھیان نہیں دیا تھا۔ ان میں کسی عورت کے پیروں کے نشانات بھی تھے۔“

”بھلا کسی عورت کے پیر کے نشان کی پہچان کیا ہے۔“

”اونچی ایڑی کے جوتے کا نشان۔ سول سے ایڑی کا فاصلہ اور دونوں کا تناسب۔“

”آہا خوب یاد آیا۔ آخر آپ وہ مشین اب تک کہاں چھپائے ہوئے تھے۔“

”مشین! ارے تو کیا تم نے اسے پہلے پہل دیکھا ہے۔“

”جی ہاں۔“

”وہ تو ایک بہت ہی عام چیز ہے۔ انگلینڈ کی لائبریریوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے۔ وہاں

اس کے ذریعے کتابوں کی الماریوں میں کیڑوں کو فنا کرنے کے لئے پاؤڈر چھڑکا جاتا ہے۔ لیکن میں نے اس کا ایک دوسرا اور اس سے بھی زیادہ کار آمد مصرف دریافت کیا ہے۔ لیکن جو پاؤڈر میں استعمال کرتا ہوں وہ میری اپنی ایجاد ہے۔"

"کیا آپ اس کے استعمال کو عام کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے محکمے کو بہت فائدہ پہنچے گا۔"

"یقیناً.... میں اسے رائج کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"مگر اس وقت ہم کہاں جا رہے ہیں۔"

"آج پھر میں راجو کا تعاقب کروں گا۔"

"کون راجو۔"

"وہی جس کا تعاقب کرتے کرتے میں اس عمارت تک پہنچا تھا۔" فریدی نے کہا۔

"لیکن وہ ہمیں ملے گا کہاں۔"

"آر لکچنو میں.... وہ ہمیشہ آٹھ سے دس تک آر لکچنو میں بیٹھ کر پیتا ہے۔ آج سے ایک ماہ قبل کوڑی کوڑی کو محتاج تھا۔ لیکن آج کل دولت مندوں کی سی زندگی بسر کر رہا ہے۔"

"کیا آپ کو یقین ہے کہ....!"

"ہاں مجھے یقین ہے کہ وہ بھی اس کھیل میں شریک ہے۔"

کیڈی آر لکچنو کی کمپاؤنڈ کے باہر ہی رک گئی۔ وہ دونوں نیچے اُترے۔ لیکن آگے بڑھنے کی بجائے فریدی ایک طرف ہو گیا۔ ایسا کرتے وقت اس نے آہستہ سے حمید کا ہاتھ بھی دبایا تھا۔

حمید کی نظر سامنے اٹھ گئی۔ ایک ادھیڑ عمر آدمی جس کے جسم پر شام کا سوٹ تھا بدمست شرابیوں کی طرح لڑکھڑاتا ہوا اندر سے پھاٹک کی طرف آ رہا تھا۔

"راجو....!" فریدی آہستہ سے بولا۔

"اچھا.... یہی ہے.... مگر بُری طرح ڈاؤن معلوم ہوتا ہے۔"

آنے والا پھاٹک سے گزر کر فٹ پاتھ پر رک گیا۔ فریدی اور حمید اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھے۔ راجو نے ہاتھ اٹھا کر ایک گزرتی ہوئی ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا اور ٹیکسی فٹ پاتھ سے آ لگی۔

"پپ.... پریٹی ولا۔" راجو پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتا ہوا بولا۔

ٹیکسی چل پڑی۔ فریدی کی کیڈی لاک اس کا تعاقب کر رہی تھی۔

"تو کیا یہ پریٹی ولا میں رہتا ہے۔" حمید نے حیرت سے کہا۔ "وہاں تو بہت زیادہ دولت مند لوگ رہتے ہیں۔"

"پتہ نہیں.... اس کی جائے قیام کا پتہ آج تک مجھے نہیں معلوم ہو سکا۔"

دونوں کاریں سڑک پر فرانٹے بھرتی رہیں۔ شاید بیس منٹ بعد ٹیکسی پریٹی ولا کے سامنے پہنچ گئی۔

فریدی نے بھی کیڈی تیس یا چالیس گز کے فاصلے پر روک دی اور خود نیچے اتر کر آگے بڑھنے لگا۔ انہوں نے ٹیکسی ڈرائیور کو دیکھا جو پچھلی نشست کا دروازہ کھولے ہوئے راجو کو آوازیں دے رہا تھا۔ اتنے میں فریدی اور حمید اس کے قریب پہنچ گئے۔

اس نے ان کی طرف مڑ کر بے بسی سے پوچھا۔ "صاحب آپ ادھر ہی رہتے ہیں۔"

"ہاں کیوں....؟"

"یہ صاحب! پتہ نہیں کدھر رہتے ہیں۔ پی کر بے ہوش ہو گئے ہیں۔ اب میں انہیں کہاں لے جاؤں۔"

"ذرا اندر کی لائٹ جلاؤ۔" فریدی نے کہا۔ "ممکن ہے ہم انہیں جانتے ہی ہوں۔ پھر وہ حمید سے انگریزی میں بولا اگر بے ہوش ہوا تو کیوں نہ ہم اسے اپنے ساتھ لے چلیں۔ کیا خیال ہے۔"

"یہ زیادہ اچھا ہوگا۔ میں آپ کا یہ طریقہ بہت پسند کرتا ہوں۔"

ڈرائیور نے اندر روشنی کر دی۔

"اوہ.... ہاں....!" فریدی بولا۔ "یہ تو میرا پڑوسی ہے۔ اچھا میں اسے گھر پہنچا دوں گا۔ تم فکر مت کرو۔ تمہارے پیسے کتنے بنے۔"

"میٹر دیکھ کر بتاتا ہوں۔" ڈرائیور نے کہا اور میٹر پر جھک پڑا۔

فریدی نے بے ہوش راجو کو ٹیکسی سے نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھائے لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کے منہ سے تحیر زدہ سی آواز نکلی۔

وہ چند لمحے اسی طرح جھکا کھڑا رہا۔ پھر حمید کی طرف مڑ کر آہستہ سے بولا۔ "یہ تو ختم

ہو گیا۔"

"کیا مطلب.....!"

فریدی نے ڈرائیور کو مخاطب کر کے پر سکون لہجے میں کہا۔ "یہ بے ہوش نہیں بلکہ مردہ ہے۔"

"جی صاحب.....!" ڈرائیور بوکھلا کر دو چار قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"تم اسے کہاں سے لائے تھے۔"

"جج جناب..... میں..... کک..... کچھ نہیں جانتا۔"

"ہم جانتے ہیں کہ تم اسے آر لکچنو سے لائے تھے۔ ڈرو نہیں۔ ہم پولیس کے آدمی ہیں۔ اچھا تم پھر وہیں واپس چلو جہاں سے اسے لائے تھے۔"

ڈرائیور بُری طرح کانپ رہا تھا۔ فریدی نے حمید سے کہا کہ وہ کیڈی میں چلے اور خود ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"اوہو..... تم بہت گھبرائے ہوئے ہو۔" فریدی ڈرائیور کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "اچھا ادھر ہٹو میں ڈرائیو کروں گا۔ کہیں ایکسیڈنٹ نہ کر بیٹھو۔"

ڈرائیور دوسری طرف کھسک گیا۔ فریدی ڈرائیو کرنے لگا۔ آر لکچنو کے پھاٹک پر پہنچ کر اس نے گاڑی روک دی اور نیچے اُتر کر حمید سے بولا۔ "ہیڈ ویٹر کو یہیں بلا لاؤ میرا نام لینا۔ وہ ہم سے بخوبی واقف ہے۔ میں اسے شہرت نہیں دینا چاہتا۔ سمجھے۔"

حمید تین یا چار منٹ بعد ہیڈ ویٹر کے ساتھ واپس آ گیا۔ ہیڈ ویٹر کے چہرے پر سراسیمگی تھی۔ وہ فریدی سے اچھی طرح واقف تھا اور جب اس نے ٹیکسی میں لاش دیکھی تو کانپ کر رہ گیا۔

"تم اسے پہچانتے ہو۔ یہ یہیں سے اٹھ کر گیا تھا۔" فریدی نے اس سے کہا۔

"جی ہاں..... راجو صاحب ہمارے مستقل گاہک..... مگر.....!"

"تم نے آج اسے دیکھا تھا۔"

"جی ہاں....."

"اس کے ساتھ کون تھا.....؟"

"ایک اینگلو انڈین لڑکی جو غالباً پہلی بار ان کے ساتھ آئی تھی۔"

"کیا تم نے بھی اسے پہلی بار دیکھا تھا۔"

"جی ہاں.... میرا خیال ہے کہ وہ یہاں کبھی نہیں آئی۔"

"اس کا حلیہ۔"

"یہ ذرا مشکل کام ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں کتنا مشغول رہتا ہوں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ وہ نارنجی رنگ کے اسکرٹ میں تھی اور یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ کافی دلکش تھی۔"

"اچھا تم.... اس لاش کا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گے۔" فریدی پر رعب آواز میں بولا۔

بے رحم آدمی

دوسری صبح گریٹی اپنے کمرے میں ناشتہ کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی اینگلو انڈین داشتہ سونیا بھی تھی۔

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ آج کل تم کیا کر رہے ہو۔" سونیا بولی۔ "پچھلی رات راجو کا نہ جانے کیا حشر ہوا ہو۔ نہ جانے بے چارہ کہاں جا کر بے ہوش ہوا ہو۔"

"بے ہوش....!" گریٹی مسکرا کر بولا۔ "وہ بے چارہ تو مر بھی گیا۔"

"کیا مطلب....!" سونیا چائے کا گھونٹ لیتے لیتے رک گئی۔ پھر اس نے پیالی میز پر رکھ کر گریٹی کے چہرے پر نظریں جما دیں۔

"کیا کہہ رہے ہو....!" وہ آہستہ سے بولی۔

"ہاں.... یہ اخبار دیکھو۔ پہلے ہی صفحے پر اس کی لاش کی تصویر موجود ہے.... ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اس کی موت کسی قسم کے زہر سے واقع ہوئی ہے۔"

سونیا اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کچھ کہنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہوئی۔

"کیوں! ارے یہ پیالی تو ختم کرو۔" گریٹی مسکرا کر بولا۔

"تو وہ زہر تھا۔" سونیا اس طرح بولی جیسے خواب میں بڑبڑا رہی ہو۔ "وہ سفوف جسے تم نے بے ہوشی کی دوا کہا تھا۔"

"چلو بیٹھ جاؤ....!" گریٹی بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "یہ اسٹیج نہیں میرا آفس ہے۔ ویسے میں جانتا ہوں کہ تم ایک اچھی اداکارہ ہو۔"

"گریٹی تم نے بہت بُرا کیا۔" سونیا کانپتی ہوئی بیٹھ گئی۔

"بکواس بند کرو۔" گریٹی بگڑ گیا۔ "آخر تم اسے اتنی اہمیت کیوں دے رہی ہو۔"

"اوہ.... تم.... میں نے تمہارے کئی جرموں میں شرکت کی ہے۔ لیکن میں یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم مجھے ایسے کاموں میں بھی استعمال کرو گے۔ نہیں، نہیں یہ بہت بُرا ہے۔"

"اب اگر تم خاموش نہیں رہو گی تو تمہارا بھی یہی انجام ہوگا.... سمجھیں۔"

"آخر تم نے اُسے کیوں ختم کرادیا۔"

"سنو گی.... اچھا سنو! اگر وہ راستے سے نہ ہٹایا جاتا تو.... اوہ میں کیا بک رہا ہوں۔ دیکھو لڑکی! اپنے کام سے کام رکھو۔ گریٹی کے معاملات میں دخل اندازی کی سزا موت ہے۔ کس میں اتنی ہمت ہے کہ وہ گریٹی سے کسی بات کا جواب طلب کر سکے۔"

"یہ تو نہ کہو....!" سونیا چڑ کر بولی۔ "اس انگریز کے بوٹ کی مٹی چاٹنے سے فرصت ملے تو اس قسم کی باتیں کرنا اس کے سامنے ایک ذلیل سے گیدڑ نظر آتے ہو۔"

"شٹ اَپ....!" گریٹی نے جھلا کر اس کے منہ پر ہاتھ مارا اور وہ کرسی سمیت الٹ گئی۔

وہ فرش پر بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

گریٹی نے کھڑے ہو کر ناشتے کی میز پر ٹھوکر ماری۔ میز گری اور کمرہ چینی کے برتنوں کی کھنک سے گونج اٹھا۔

پھر وہ پیر پٹختا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

❁

فریدی اپنی تجربہ گاہ میں ایک ٹسٹ ٹیوب پر جھکا ہوا ہلکے نیلے رنگ کے کسی سیال کا جائزہ لے رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ٹسٹ ٹیوب کو ریک میں رکھ کر ایک طویل سانس لی اور نوکر کو بلانے کے لئے گھنٹی بجانے لگا۔ نوکر کو آنے میں دیر نہیں لگی۔

"حمید کو یہاں بھیج دو۔" اس نے نوکر سے کہا۔ اور سگار کا ڈبہ لینے لگا۔

نوکر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد حمید تجربہ گاہ میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کئی رنگوں میں کپڑوں کی متعدد دھجیاں تھیں۔

"نارنجی رنگ کون سا ہے۔" اس نے آتے ہی ان دھجیوں کو فریدی کے چہرے کے برابر اٹھا کر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں....؟"

"اس کے اسکریٹ کا رنگ نارنجی ہی تو بتایا گیا تھا۔"

"وقت نہ برباد کرو۔" فریدی کے لہجے میں تلخی تھی۔

"پھر بتلایئے کہ میں اسے کس طرح تلاش کروں۔ ہیڈ ویٹر نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ بہت خوبصورت تھی۔ میں صبح سے اس چکر میں ہوں کہ وہ نارنجی اسکرٹ میں کیسی لگتی ہوگی۔"

"سنجیدہ ہو جاؤ۔ ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤں گا۔"

"آپ پوری بات بھی سنئے۔" حمید ایک کرسی پر گرتا ہوا بولا۔

"بکواس بند کرو۔" فریدی نے سگار سلگا کر کہا۔ "میں تمہیں ایک جگہ بھیجنا چاہتا ہوں۔"

"کافی ہاؤز کے علاوہ اور میں ہر جگہ جا سکتا ہوں۔ خواہ وہ جہنم ہی کیوں نہ ہو۔"

"تمہیں لاشوں کے سوداگروں کی نگرانی کرنی ہے۔"

"لاشوں کے سوداگر۔ کیا آپ اس وقت الف لیلیٰ سے بول رہے ہیں۔

"نہیں میں جیتی جاگتی دنیا سے بول رہا ہوں فرزند۔ یہ بھی ایک عجیب سا لطیفہ ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"وہ لاشوں کے سوداگر ہیں۔ علانیہ لاشیں فروخت کرتے ہیں۔"

"اور میں ان کی نگرانی کے لئے مقرر کیا جارہا ہوں۔"

"ہاں ہاں! تمہیں حیرت کیوں ہے۔"

"حیرت ویرت کچھ بھی نہیں۔ جب آپ جیسے آدمی کا ساتھ ہو تو متحیر ہونا وقت کی بربادی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔"

"سمجھ دار آدمی ہو۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

حمید کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک نوکر تجربہ گاہ میں داخل ہوا۔

"صاحب! وہ کہتا ہے کہ میں ملے بغیر نہ جاؤں گا۔" اس نے کہا۔

"کیا....!" فریدی اسے گھورنے لگا۔ "کون کہتا ہے۔"

"ایک آدمی جو صورت سے شریف نہیں معلوم ہوتا۔"

حمید قہقہہ لگا کر بولا۔ "سنا آپ نے۔ ابھی کیا ہے۔ اگر اس گھر کے کھٹمل اور مچھر بھی سراغ رساں نہ ہو جائیں تو نام بدل دوں گا۔"

"نہیں کپتان صاحب! آپ خود دیکھ لیجئے۔ وہ مجھے کوئی اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا۔" نوکر نے کہا۔

گھر کے سارے نوکر اسے کپتان صاحب کہنے لگے تھے اور یہ اسی کی ایما پر ہوا تھا اگر کوئی اسے صرف "صاحب" کہہ کر مخاطب کرتا تو دوسرے ہی لمحے میں اسے اس کی انگلیاں اپنی گردن میں پیوست ہوتی ہوئی محسوس ہوتیں اور پھر جب تک وہ کپتان صاحب کا نعرہ مار کر اپنی غلطی پر نادم نہ ہو لیتا اسے اپنی گردن چھڑانا مشکل ہو جاتا۔

"ہوں....!" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اچھا.... چلو میں آ رہا ہوں۔"

وہ دونوں نیچے آئے۔ حمید کا ذہن لاشوں کے سوداگروں میں الجھ کر رہ گیا تھا۔ اور فریدی نے ان کے متعلق جس قسم کے لہجے میں گفتگو کی تھی اُسے وہ محض مذاق سمجھنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ ڈرائنگ روم میں اسے ایک ایسا آدمی نظر آیا جسے وہ بارہا دیکھ چکا تھا۔ شہر کے ان غنڈوں میں اس کا شمار تھا جو عام آدمیوں میں خود کو اعلیٰ سوسائٹی کے افراد ظاہر کرنے کی کوشش کرتے تھے لیکن ان کی اصل حرکات سے صرف محکمہ سراغ رسانی ہی واقف تھا۔

"کیوں رجپال یہاں کیسے؟" فریدی اسے تیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"ایک بہت ہی اہم اطلاع کے ساتھ حاضر ہوا ہوں۔ ایسی اطلاع جسے آپ ہر حال میں پسند کریں گے۔ میں نے ابھی ابھی اخبار میں راجو کی تصویر دیکھی ہے۔"

"کیا یہ اطلاع ہے؟" حمید نے تمسخر آمیز حیرت کا اظہار کیا۔

"آپ نہیں سمجھے جناب۔" رجپال بولا۔ "وہ اطلاع راجو کی موت کے سلسلے میں ہے۔"

"بیٹھ جاؤ۔" فریدی صوفے کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

"میں جانتا ہوں کہ اس کی موت میں کس کا ہاتھ ہے۔" رجپال نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہوں.... کہتے چلو۔" فریدی بولا۔

"اس کی موت میں گریٹی کا ہاتھ ہے۔"

"بہت خوب....!" فریدی مسکرایا۔ "کیا آج کل اس سے جھگڑا ہو گیا ہے۔"

"دیکھئے آپ یہ نہ سمجھئے گا کہ میں اسے خواہ مخواہ پھنسوانا چاہتا ہوں۔ لیکن ہاں مجھے اس کا اعتراف ہے کہ اُس سے میرا حال ہی میں جھگڑا ہوا ہے اور یہ میرا جذبہ انتقام ہے جو مجھے یہاں تک لایا ہے۔ لیکن میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ محض میری جھلاہٹ نہیں ہے بلکہ اس میں حقیقت کو بھی دخل ہے۔"

"جھگڑا کیوں ہوا تھا۔" فریدی نے اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔

"اس نے میری سخت توہین کی تھی۔ آپ یقین نہ کریں گے۔ ایک معمولی سی بات پر اس نے میرے کپڑے اتروا کر مجھے اپنے شراب خانے سے نکلوا دیا تھا۔"

"کمال ہے میں تمہیں اتنا کمزور نہیں سمجھتا تھا۔" فریدی نے کہا۔

"جب تین تین ریوالور نکل آئیں تو ایک نہتا آدمی کیا کر سکتا ہے۔"

کچھ دیر خاموشی رہی۔ فریدی کچھ سوچ رہا تھا اور اس کی نظر رجپال کے چہرے پر تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "آخر تم کس بناء پر گریٹی کو راجو کا قاتل ٹھہراتے ہو۔"

"دیکھئے میں بتاتا ہوں۔ گریٹی کی ایک داشتہ ہے۔ سونیا وہ اس کے شراب خانے میں بار ہیڈ کے فرائض بھی انجام دیتی ہے۔ گریٹی اس پر کڑی نظر رکھتا ہے اور وہ جب بھی باہر نکلتی ہے گریٹی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ میں نے کبھی اسے نہ تو تنہا دیکھا اور نہ یہی دیکھا کہ وہ گریٹی کے علاوہ کسی اور کے ساتھ ہو۔ لیکن کل شام وہ مجھے راجو کے ساتھ نظر آئی تھی۔"

"کس لباس میں تھی۔" حمید نے پوچھا۔

"اسکرٹ میں.... وہ اینگلو انڈین ہے۔"

"اسکرٹ کا رنگ کیا تھا۔"

"نارنجی....!"

"لیکن یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔" فریدی نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ تمہیں اسے کسی دوسرے کے ساتھ دیکھنے کا اتفاق ہی نہ ہوا ہو۔"

"جی ہاں ممکن ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ راجو اس پر بُری طرح مرتا تھا اور اس نے کئی بار اس پر ڈورے ڈالنے کی بھی کوشش کی تھی۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس سلسلے میں اکثر گریٹی اور

راجو لڑ بھی گئے ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ گریٹی نے پانی سر سے اونچا ہوتے دیکھ کر اسے ختم ہی کر دیا ہو۔"

"تم نے انہیں کہاں دیکھا تھا۔"

"آر لکچنو میں۔"

"کیا تم راجو کی روانگی تک آر لکچنو ہی میں رہے تھے۔" فریدی نے پوچھا۔

"جی نہیں.... میں ان کے جانے سے پہلے ہی اٹھ گیا تھا۔"

"اچھا وہاں گریٹی کا بھی کوئی آدمی موجود تھا۔"

"میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔"

"دونوں کے مل بیٹھنے کا انداز کیا تھا۔"

"حیرت انگیز.... انتہائی حیرت انگیز جناب میں نے اسی سونیا کا برتاؤ راجو کے ساتھ گریٹی کے شراب خانے میں بھی دیکھا ہے۔ وہ اسے کبھی منہ نہیں لگاتی تھی وہ اگر اس سے گفتگو بھی کرنا چاہتا تھا تو اس کی بھنویں تن جاتی تھیں۔ لیکن کل شام کو سونیا اس سے اس طرح ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی اور اس کے انداز میں اتنی لگاوٹ تھی کہ دوسرے لوگ اسے راجو کی بیوی یا محبوبہ ہی سمجھتے ہوں گے۔"

"ہوں.... تم وہاں سے کس وقت اٹھے تھے۔"

"شائد ساڑھے سات رہے ہوں گے۔"

"ٹھیک.... اچھا....!" فریدی کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "اچھا رجپال اس اطلاع کا شکریہ میں تمہاری فراہم کردہ معلومات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں گا۔"

رجپال کے چلے جانے کے بعد کافی دیر تک فریدی خاموشی سے بیٹھا رہا۔

لاشوں کے سوداگر والی بات اب بھی حمید کے ذہن میں کھٹک رہی تھی۔

"اب مجھے خواہ مخواہ الجھایا نہ کیجئے۔" اس نے تنگ آ کر کہا۔

"کیا....؟" فریدی اس طرح چونکا جیسے اسے وہاں اس کی موجودگی کا علم ہی نہ رہا ہو۔

"لاشوں کے سوداگر....!" حمید کرسی کے ہتھے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"فی الحال اسے بھول جاؤ.... میں راجو کے متعلق سوچ رہا تھا۔"

"اچھا تو وہی بتایئے.... کچھ بولئے بھی تو۔ آپ کو خاموش دیکھ کر میری اپنی آواز حلق میں پھنسنے لگتی ہے۔"

فریدی صرف مسکرا کر رہ گیا۔

"راجو کے قتل کو دو حیثیتوں سے دیکھنا ہے۔" فریدی نے سگار سلگا کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔ پہلی حیثیت تو یہ ہے کہ وہ جعلی کرنسی بنانے کے سلسلے میں مشتبہ تھا اسی کا تعاقب کرتے کرتے میں اس عمارت تک پہنچا تھا اور وہاں جو کچھ بھی پیش آیا اس سے تم واقف ہو اور شائد تم نے ہی یہ بات کہی تھی کہ مجرم ہماری طرف سے خاص طور پر ہوشیار ہیں اگر یہ بات ہے تب تو راجو کا قتل اسی سلسلے میں ہوا ہے۔ یعنی ان لوگوں کی نشاندہی کرنے والا ہمارے سامنے سے ہٹا دیا گیا.... دوسری حیثیت.... وہ گریٹی کی محبوبہ کا عاشق تھا۔"

"ذرا ٹھہریئے.... کیا آپ کو رجپال کی بات پر یقین ہے۔" حمید بولا۔

"کیوں.... میرا خیال ہے کہ یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ گریٹی نے اسے اپنے شراب خانے میں سب کے سامنے ذلیل کیا تھا۔"

"آپ کیا جانیں۔"

"بالکل غیر ضروری سوال ہے۔ دو خطرناک قسم کے بدمعاشوں میں جھگڑا ہو اور اس کی خبر مجھ تک نہ پہنچے۔"

"خیر اچھا.... آپ دوسری حیثیت کا جائزہ لے رہے تھے؟"

"دوسری حیثیت میں کچھ دشواریاں ہیں۔ اگر راجو کا قتل رقابت کے سلسلے میں ہوا تھا تو اس کی نوعیت ایسی نہیں کہ اس پر یقین کیا جا سکے جس کے لئے قتل کے بھی امکانات ہو سکتے ہیں۔ وہ خود اس کے ساتھ تھی۔"

"میں اس پر یقین نہیں کر سکتا۔"

"اگر یقین نہیں کر سکتے تو کھڑے ہو جاؤ۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"میں آرلکچو کے ہیڈ ویٹر کو فون کر رہا ہوں۔ اسے ساتھ لے کر گریٹی کے شراب خانے

میں جاؤ۔"

"میں جارہا ہوں۔ فون کرنے کی ضرورت نہیں۔"

"تم سمجھے نہیں۔ میں اس سے کہوں گا کہ وہ گاہک بن کر وہاں جائے کچھ شراب خریدے اور پھر باہر آکر تمہیں اطلاع دے اور وہاں تم پس منظر ہی میں رہو گے۔"

"کیوں؟ میرے خیال سے اسکی ضرورت ہی نہیں۔ ہم براہ راست گریٹی سے گفتگو کریں۔"

"نہیں معاملات کو خراب نہ کرو۔ وہ بڑا چالاک ہے۔ مجھے تو اب بھی توقع نہیں ہے کہ وہ لڑکی وہاں موجود ہو۔"

"کیوں....؟"

"میں نے کہا نا کہ.... گریٹی کافی چالاک ہے۔"

گریٹی اپنے کمرے میں بیٹھا اخبار دیکھ رہا تھا سامنے میز پر وہسکی کی بوتل اور سائیفن رکھے ہوئے تھے۔ گلاس آدھے سے زیادہ خالی تھا اور ایش ٹرے پر رکھا ہوا سگریٹ آدھے سے زیادہ جل چکا تھا۔

اچانک سونیا بوکھلائی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ گریٹی نے اخبار سے نظر ہٹا کر اس کی طرف دیکھا تک نہیں۔

"کیا ہے....؟" اس نے بدستور اخبار پر نظر جمائے ہوئے پوچھا۔

"گریٹی ڈیئر.... ابھی یہاں آرلکچنو کا ہیڈ ویٹر آیا تھا۔ اس نے اسکاچ کی دو بوتلیں خریدیں اور چلا گیا۔" سونیا نے کہا۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔" گریٹی اخبار سے نظر ہٹا کر اسے گھورتا ہوا بولا۔

سونیا شاید کچھ اور کہنا چاہتی تھی۔ لیکن گریٹی نے اسے بولنے کا موقع نہ دیا۔ وہ اس پر برس پڑا تھا۔ "تم خواہ مخواہ مجھے بور کرتی ہو۔ بھلا یہ بھی کوئی ایسی بات تھی اگر وہ دو بوتلیں خرید کر لے گیا.... تو....!"

دفعتاً وہ چونک کر کھڑا ہو گیا اور اس نے تیزی سے پوچھا "کون تھا۔"

"آرلکچنو کا ہیڈ ویٹر۔"

"یہاں سے خرید کر لے گیا ہے۔"

"ہاں....!"

"کتنی دیر ہوئی۔"

"جیسے ہی وہ باہر گیا، ادھر چلی آئی۔"

"گڈ.... لارڈ.... تم بالکل گدھی ہو تم نے آر لکچو کا انتخاب کر کے سخت غلطی کی تھی۔ اسے کسی غیر معروف جگہ لے جانا تھا۔"

"ہوں....!" سونیا دانت پیس کر بولی۔ "اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ اسے میں زہر دے رہی ہوں تو میں بھی اسی کے ساتھ جہنم میں چلی جاتی۔"

"بکواس بند کرو....!" گریٹی نے گرج کر کہا۔

"تم کتے ہو۔ تم نے مجھے دھوکا دیا۔ سونیا بھی اسی طرح گرجی۔"

دفعتاً گریٹی نرم پڑ گیا۔ اس نے مسکرا کر اس کے گال پر تھپکی دی اور آہستہ سے بولا۔ "تمہیں چھپ جانا چاہئے ڈارلنگ ورنہ تمہارا گریٹی بڑی مشکلات میں پھنس جائے گا۔"

"نہیں میں ہرگز نہیں چھپوں گی۔" سونیا کے لہجے میں بھی تلخی باقی تھی۔

"پاگل نہ بنو میری ننھی ڈارلنگ۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے گھسیٹ لے گیا۔

وہ دونوں ایک نیم تاریک سی راہداری طے کر رہے تھے۔ سونیا بظاہر احتجاج کر رہی تھی لیکن انداز سے ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ جانے پر تیار نہ ہو۔

اچانک ایک جگہ رک کر گریٹی نے اس کی گردن دبوچ لی۔ ایک ہاتھ سے وہ اس کا منہ دبائے ہوئے تھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا گھونٹ رہا تھا۔ سونیا بُری طرح مچل رہی تھی۔ لیکن وہ خود کو گریٹی کی فولادی گرفت سے نہ نکال سکی۔

تھوڑی دیر بعد وہ راہداری میں بے جان پڑی تھی اور گریٹی گٹر کا ڈھکنا اٹھا رہا تھا۔

پھر شائد پانچ منٹ کے اندر ہی اندر سونیا کی لاش گٹر میں ڈال دی گئی۔

چھان بین

اس وقت شراب خانہ بالکل خالی تھا۔ گریٹی کے ساتھی بھی موجود نہیں تھے وہ سونیا کو ٹھکانے لگا کر شراب خانے میں واپس آیا اور پھر صدر دروازہ بند ہی کرنے جا رہا تھا کہ فریدی اور حمید داخل ہوئے۔ گریٹی گڑبڑا کر پیچھے ہٹ گیا۔ لیکن پھر اس نے حیرت انگیز طریقے پر اپنی حالت سنبھال لی۔

"اوہ.... کرنل صاحب۔" وہ اپنے مخصوص طنزیہ انداز میں مسکرایا۔ "فرمایئے میرے لائق کوئی خدمت....!"

فریدی بھی جواباً مسکرایا لیکن کچھ بولا نہیں۔ وہ تیز نظروں سے شراب خانے کا جائزہ لے رہا تھا۔

گریٹی کا چہرہ زرد پڑنے لگا تھا۔ لیکن وہ اس وقت اپنے ذہن سے لڑ رہا تھا۔

"میں سونیا سے ملنا چاہتا ہوں۔" فریدی نے کہا۔

"کیوں.... کس لئے بھلا آپ کو میری محبوبہ سے کیا سروکار۔"

"یونہی! اُس سے کچھ پوچھنا ہے۔"

"مجھے افسوس ہے کہ وہ اس وقت موجود نہیں ہے۔"

"کیا کچھ دیر قبل موجود تھی۔"

"جی نہیں! وہ صبح ہی سے کہیں گئی ہوئی ہے۔"

"کس کے ساتھ....!"

"ساتھ سے کیا مراد ہے آپ کی۔"

"تم ساتھ کا مطلب نہیں سمجھے۔" حمید نے پوچھا۔

"نہیں یہ بات نہیں۔ میں لفظ "ساتھ" کی اہمیت سمجھنا چاہتا ہوں۔"

"اہمیت یہ ہے کہ وہ باہر عموماً تمہارے ہی ساتھ دیکھی جاتی ہے۔ باہر کسی نے اسے کبھی تنہا نہیں دیکھا۔"

"آپ اس سے کیا پوچھیں گے۔" گریٹی نے ذرا گرم ہو کر پوچھا۔

"یہی پوچھوں گا کہ اس وقت یہاں آرلکچنو کا ہیڈ ویٹر کیوں آیا تھا۔"

گریٹی نے اپنی حالت پر اس وقت قابو پالیا تھا اس لئے اس پر اس جملے کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔

"مجھے افسوس ہے کہ وہ اس طرح موجود نہیں۔ ویسے آپ تشریف رکھئے۔ آج دھوپ بہت تیز ہے۔ آپ کے لئے کیا تیار کروں ۔ میں بہترین قسم کی شرابیں اپنے اسٹاک میں رکھتا ہوں۔"

"میں شراب نہیں پیتا۔ لیکن کیا تم یہاں اس وقت تنہا ہی ہو۔"

"جی ہاں.... مگر آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"کتنی دیر سے تنہا ہو۔"

"میں آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔"

"میں تمہیں اس پر مجبور بھی کر سکتا ہوں۔" فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں۔"

"اپنے سوالات کے جواب۔"

"سوالات کا کیا مقصد ہے۔"

"مقصد سے سروکار نہ ہونا چاہئے۔"

"میں سمجھ گیا۔ شاید کسی دشمن نے میرے خلاف آپ کے کان بھرے ہیں۔"

"میرے سوال کا جواب دو۔" فریدی نے تیز لہجہ میں کہا۔ "تم یہاں کتنی دیر سے تنہا ہو۔"

"میں کیسے کہہ سکتا ہوں۔ کیونکہ صبح سے اب تک کئی گاہک آچکے ہیں۔"

"گاہکوں کے علاوہ۔"

"گاہکوں کے علاوہ.... تب تو میں تنہا ہی ہوں۔"

"لیکن تمہاری قمیض کے کالر پر لپ اسٹک کا بڑا سا دھبہ ہے جو غالباً تازہ ہی ہے۔"

گریٹی نے بوکھلا کر اپنے کالر پر ہاتھ پھیرا اور پھر انگلیوں کو دیکھنے لگا۔ مگر اس کا ذہن جاگ رہا تھا۔ لہٰذا اس غیر متوقع جملے کا بھی اُس پر کچھ زیادہ اثر نہیں ہوا۔

اس نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگا کر فریدی سے کہا۔ "اوہ.... تو اب آپ میری نجی زندگی کو کریدیں گے۔"

"نہیں میں صرف یہ پوچھوں گا کہ وہ عورت سونیا کے علاوہ اور کون تھی۔"

گریٹی جھینپی ہوئی سی ہنسی ہنس رہا تھا چند لمحے بعد اس نے کہا۔ "دیکھئے خدارا سونیا سے اس کا تذکرہ نہ کیجئے گا۔ جی ہاں ابھی یہاں ایک عورت تھی اور محض اس کے لئے میں نے آج سونیا کو تنہا باہر جانے دیا تھا۔"

"اچھا.... اچھا....!" فریدی جواباً مسکرایا۔ چند لمحے معنی خیز انداز میں سر ہلاتا رہا پھر بولا۔ "چلو مجھے اسی عورت سے ملادو۔"

"شاید آپ آج مذاق کے موڈ میں ہیں۔ لیکن مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کبھی آپ کے ساتھ آداب کی حدود سے تجاوز کیا ہو۔"

"نہیں گریٹی میں سنجیدہ ہوں۔ میں اس دوسری عورت سے بھی ملنا ضروری سمجھتا ہوں۔"

"تب تو آپ کو مایوسی ہوگی۔ کیونکہ تھوڑی دیر قبل ہی وہ یہاں سے گئی ہے۔"

"کس راستے سے۔"

"اسی سے۔" گریٹی نے صدر دروازے کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اندازاً کتنی دیر قبل۔"

"ایک گھنٹہ قبل۔"

"ابھی تم نے ایک گاہک کے ہاتھ اسکاچ کی بوتلیں فروخت کی تھیں۔"

"جی ہاں....!"

"خود تم نے یا کسی اور نے۔"

"میں عرض کر چکا ہوں کہ یہاں میرے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔"

"کیا تم اس گاہک کو پہچانتے ہو۔"

"جی ہاں! وہ آرلکچنو کا ہیڈ ویٹر تھا۔"

"وہ دوسری عورت اس آدمی کے آنے کے بعد گئی تھی۔"

"جی نہیں پہلے ہی۔"

"لیکن وہ تو کہتا ہے کہ اینگلو انڈین لڑکی نے اس کے ہاتھ بوتلیں فروخت کیں۔"

"تب مجھے کہنے دیجئے کہ وہ پکا جھوٹا ہے۔"

"گریٹی بکواس نہ کرو۔ تمہاری فروخت کردہ بوتلیں میرے پاس ہیں اور ان پر سونیا کی

انگلیوں کے نشانات محفوظ ہیں۔"

"ضرور ہوں گے۔" گریٹی نے سر ہلا کر کہا۔ "شراب خانے کی مہتمم وہی ہے۔ دن میں سینکڑوں بار اس کے ہاتھ بوتلوں پر پڑتے ہیں۔ مگر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ کھل کر کہئے خواہ مخواہ مجھے الجھن میں نہ ڈالئے۔ آجکل میرا دل بہت کمزور ہو گیا ہے۔ ذرا سی الجھن میں ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے۔"

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سونیا پولیس کی نظروں میں مشتبہ ہے اسے فوراً میرے سامنے لاؤ۔ ہیڈ ویٹر کو اسی نے شراب دی تھی اور پھر اس کے بعد وہ باہر نہیں نکلی۔"

"پھر میں آپ کو یقین بھی نہیں دلا سکتا۔" گریٹی نے لاپروائی سے کہا۔

"نہیں کوشش کرو۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "ممکن ہے مجھے یقین آہی جائے۔ لیکن زیادہ بہتر صورت یہی ہو گی کہ تم سونیا کو میرے سامنے لاؤ۔"

"اچھا یہی بتا دیجئے کہ پولیس اسے کیوں چاہتی ہے۔"

"راجو کی موت کے سلسلے میں۔"

"اوہ.... تو یہ بات ہے۔" گریٹی طویل سانس لے کر بولا۔ "میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ مجھ پر ضرور آفت آئے گی۔"

"کیوں؟ تم یہ کیوں سمجھتے تھے۔"

"حالات.... کرنل صاحب حالات۔" گریٹی الفاظ پر زور دیتا ہوا بولا۔ پھر اس نے کہا "اوہو آپ لوگ کب تک یونہی کھڑے رہیں گے۔ آیئے ادھر آیئے۔"

گریٹی انہیں اپنے کمرے میں لایا۔

"میں آپ کو بتاؤں۔" اس نے میز کے کونے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "راجو میرا رقیب تھا۔ سونیا ہی کے سلسلے میں میرا اس سے کئی بار جھگڑا ہو چکا تھا۔"

"سونیا بھی غالباً اس کی طرف جھک رہی تھی۔" فریدی نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں جناب اسے تو اس کی صورت سے نفرت تھی۔"

"لیکن اس کے باوجود بھی وہ کل آٹھ بجے رات تک راجو کے ساتھ رہی تھی۔"

"بہتان ہے.... الزام ہے۔" گریٹی بھڑک کر کھڑا ہو گیا۔ "یہ ناممکن ہے۔ اگر ایسا ہوا تو

میں خودکشی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میری عورت اور کسی دوسرے کے پاس چلی جائے۔"

"کیا وہ کل شام کو یہاں تھی۔" فریدی نے پوچھا۔

"جی ہاں.... وہ سینما گئی تھی۔"

"تم بھی ساتھ تھے۔"

"نہیں.... کل بھی میں نے اسے تنہا ہی جانے کی اجازت دے دی تھی۔"

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھے تمہاری بکواس پر یقین آگیا ہوگا۔"

"اگر نہیں آیا تو میں اسے اپنی بدقسمتی سمجھتا ہوں۔ بہرحال شائد اب آپ کسی دشمن کی ریشہ دوانیوں کی بناء پر یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں نے ہی راجو کو زہر دلوایا ہے اور اسی سے دلوایا ہے۔ جس کے لئے ہم دونوں میں رنجش ہوگئی تھی۔ واقعی اگر آپ یہی سوچتے ہیں تو یہ اپنی نوعیت کا واحد کیس ہوگا۔ اس پر سے دوسری عجیب بات یہ کہ میں نے اس کے لئے آرلکچو کا انتخاب کیا۔ گویا دیدہ و دانستہ اپنی گردن میں پھانسی کا پھندا ڈالا۔ کیوں جناب کیا آپ گریٹی کو اتنا بدھو سمجھتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میرا دامن جرائم سے پاک ہے لیکن میں کبھی کچا کام نہیں کرتا کرنل صاحب۔"

"تمہارے دلائل تو واقعی کچے نہیں معلوم ہوتے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"اور اسی سے میں نے اندازہ لگالیا ہے کہ یہ کام بھی کچے پن کے ساتھ نہیں ہوا لیکن گریٹی میں اس وقت اس عمارت کی تلاشی ضرور لوں گا۔"

"تلاشی کا وارنٹ ہے آپ کے پاس۔" گریٹی نے برجستہ پوچھا۔

"نہیں....!"

"تب تو آپ ہرگز نہیں لے سکتے تلاشی۔"

"مجھے کون روکے گا۔"

"قانون.... میں آپ پر مداخلت بیجا کا مقدمہ قائم کردوں گا۔"

"اگر اتنی مہلت ملے تو ایسا ضرور کرنا۔"

"نہیں آپ تلاشی نہیں لے سکتے۔" گریٹی پھر کھڑا ہوگیا۔

"حمید" فریدی نے حمید کو مخاطب کیا۔ حمید اس کا مطلب سمجھ گیا۔

چلو.... ادھر بیٹھ جاؤ۔" حمید نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ گریٹی کی طرف کرتے

ہوئے کہا۔

"ہاں تم چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔" فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔ "ورنہ اگر حمید کے ریوالور سے مارے بھی گئے تو ہمیں صرف ایک تحریری بیان دینا پڑے گا اور بس۔"

"یہ کیا آپ میرے ساتھ شرافت کا برتاؤ کر رہے ہیں۔ جب قانون کے محافظ ہی اس قسم کی دھاندلیاں کرنے لگیں تو پھر بے چارے قانون کا کیا بنے گا۔" گریٹی کے لہجے میں بڑی تلخی تھی۔

فریدی اس کی بات کا جواب دیئے بغیر کمرے سے نکل گیا۔

"بیٹھ جاؤ گریٹی۔" حمید نے ریوالور کی نال سے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

گریٹی لاپروائی سے ایک صوفے میں گرتا ہوا بولا۔ "مجھے بہت صدمہ ہے۔ کپتان صاحب کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ لوگوں سے ہاتھاپائی کروں گا آپ نہیں جانتے کہ میں کرنل صاحب کی کتنی عزت کرتا ہوں۔ میں نے تو یہ چاہا تھا کہ تھوڑی مہلت مل جائے۔ جب تک آپ تلاشی کا وارنٹ حاصل کریں میں شراب کا وہ ذخیرہ یہاں سے ہٹا دوں جسے میں نے غیر قانونی طور پر رکھ چھوڑا ہے۔ اب یہ ہوگا کہ خواہ مخواہ دو چار دن حوالات کی سیر کرنی پڑے گی۔"

"شراب وراب سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ پولیس والوں کا کام ہے۔"

"اوہ کپتان صاحب بہت بہت شکریہ۔ فی الحال میں آپ کی خدمت میں صرف دو ہزار کی حقیر رقم پیش کر سکتا ہوں۔ ویسے وعدہ کرتا ہوں کہ ہمیشہ آپ لوگوں کی خدمت کرتا رہوں گا۔"

"اچھا تو کیا اب فریدی اور حمید بھی رشوت لینے لگے ہیں۔ یہ نئی اطلاع ہے۔" حمید نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ارے.... نہیں.... یہ رشوت نہیں بلکہ نذرانہ ہے۔"

اتنے میں فریدی واپس آگیا۔ اس کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار تھے۔ اس نے گریٹی کو گھورتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا اور حمید کو واپس چلنے کا اشارہ کر کے کمرے سے نکل گیا۔

گریٹی ان دونوں کو رخصت کرنے کے لئے صدر دروازے تک آیا اور پھر جب وہ باہر نکل رہے تھے تو اس نے تمسخر آمیز انداز میں کہا۔ "دوسری بار تلاشی کا وارنٹ لانا نہ بھولئے گا۔"

فریدی تھوڑی دور چلنے کے بعد رک کر بولا۔

"حمید! مجھے اپنی یہ حماقت بھی زندگی بھر یاد رہے گی۔"

"میں خود بھی یہی سوچ رہا ہوں۔"

"مجھے آر للچنو کے ہیڈ ویٹر کو وہاں نہ بھیجنا چاہئے تھا۔"

"کیا آپ نے اچھی طرح تلاشی لی تھی۔"

"مجھے یقین ہے کہ میں نے عمارت کا گوشہ گوشہ دیکھ ڈالا ہے۔"

"کوئی دوسرا راستہ جس سے وہ باہر جا سکے۔"

"نہیں.... کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں۔"

"تہہ خانے....!"

"ہو سکتا ہے۔"

"تب تو آپ کو وہاں سے آنا نہ چاہئے تھا۔"

"ٹھیک ہے! لیکن میں فی الحال اس معاملے کو طول نہیں دینا چاہتا۔ ورنہ جعلی کرنسی والا کیس چوپٹ ہو جائے گا۔ یہ سب کچھ کسی انتہائی منظم اسکیم کے تحت ہو رہا ہے میں ایک بات اور سوچ رہا ہوں کہیں گریٹی نے اس لڑکی کو ختم ہی نہ کر دیا ہو۔"

"لیکن لاش تو ملتی ہی۔" حمید نے کہا۔

"نہیں ٹھہرو۔ اسے تم تسلیم کرتے ہو کہ ہیڈ ویٹر جھوٹ نہیں بولتا۔"

"قطعی....!"

"اس نے لڑکی ہی سے شراب خریدی تھی لیکن گریٹی بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ اسے جھوٹا ثابت کر رہا ہے۔ ساتھ ہی اس کا بھی اعتراف کرتا ہے کہ وہ پچھلی شام تین چار گھنٹے غائب رہی تھی۔ جانتے ہو اس کا کیا مطلب ہوا۔ یعنی وہ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ لڑکی اس جرم میں شریک نہیں ہے۔"

"تو آپ اس سے کیا مطلب اخذ کرتے ہیں۔" حمید نے پوچھا۔

"یہی کہ وہ ہاتھ سے گئی۔" فریدی مضطربانہ انداز میں بولا۔ "اگر وہ ہمیں نہ ملی تو گریٹی اپنی گردن صاف بچا لے جائے گا۔ وہ کہے گا کہ وہ اسی شام باہر رہی تھی ہو سکتا ہے وہ راجو کی موت کی ذمہ دار ہی ہو۔ اور پھر پولیس ایک مفرور ملزمہ کو تلاش کرتی پھرے گی۔ نہیں حمید صاحب وہ ختم

کر دی گئی۔ گریٹی کی بچت اسی میں ہو سکتی تھی کہ لڑکی اقبال جرم نہ کرے۔"

"مگر لاش کیا ہوئی اس کی۔"

"ہو سکتا ہے کہ گودام کے کسی بورے میں ٹھونس دی گئی ہو۔ مجھے ایک زندہ عورت کی تلاش تھی مردہ کی نہیں۔ اسی کی مناسبت سے میں نے تلاشی بھی کی تھی۔ اچھا تم یہیں ٹھہرو دروازے کی کڑی نگرانی کرنا۔ میں پرنسٹن کے تھانے کو فون کر کے فورس منگواتا ہوں۔ اس عمارت کے فرش کا پلاسٹر اُکھڑوا دوں گا۔"

فریدی قریب ہی کی ایک دکان میں گھس گیا۔ غالباً وہ وہاں فون کرنے کے لئے گیا تھا۔

حمید کی نظر شراب خانے کے دروازے کی طرف تھی لیکن وہ بند تھا۔ کھڑکیاں تک بند کر دی گئی تھیں۔

پرنسٹن کے تھانے سے فورس کے آنے میں دیر نہیں لگی۔ شائد انہیں دس یا پندرہ منٹ تک انتظار کرنا پڑا تھا۔ شراب خانے کا دروازہ بدستور بند تھا۔ دروازے پر دستک دی گئی۔

دروازہ کھلا۔ گریٹی کی شکل دکھائی دی وہ اب اپنا پچھلا لباس تبدیل کر چکا تھا۔

"کیوں کیا بات ہے۔" اس نے پولیس والوں کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"تلاشی....!" فریدی آہستہ سے بولا۔

"تلاشی کا وارنٹ۔" گریٹی نے بھی اسی انداز میں دہرایا۔

"ہتھکڑیاں لگا دو اس کے۔" فریدی نے پرنسٹن کے تھانے کے انچارج سے کہا۔

"آخر میری خطا سرکار۔" گریٹی طنزیہ انداز میں مسکرا کر بولا۔

"تم ایک ایسی عورت کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہو جو زہر خورانی کے ایک کیس کے سلسلے میں مطلوب ہے۔"

"اچھا.... آپ کی مرضی۔ ویسے میں کسی ایسی عورت سے واقف نہیں۔"

گریٹی کے ہتھکڑیاں لگا دی گئیں اور اس نے اس پر ذرہ برابر بھی احتجاج نہ کیا۔

تلاشی شروع ہو گئی۔ فریدی نے گودام میں رکھا ہوا ایک ایک بورا کھلوا دیا۔

کسی تہہ خانے کی تلاش میں کئی کمروں کے فرش کا پلاسٹر تک اکھاڑ دیا گیا۔ لیکن سونیا کی لاش کہیں نہ ملی اور نہ کسی تہہ خانے ہی کا سراغ ملا۔

واپسی پر اچانک فریدی راہداری میں ایک جگہ رک گیا۔ اس کی نظر گٹر کے ڈھکن پر جمی ہوئی تھی۔

"آج حماقتوں کا دن ہے حمید۔" وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔

"کیوں؟ اب کیا ہوا....؟"

فریدی گٹر کے ڈھکن کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔ "بھلا اس سے بہتر اور کیا صورت رہی ہوگی۔"

گٹر کا ڈھکن اٹھوانے سے پہلے فریدی نے قرب وجوار کا گہرا جائزہ لیا۔

"صفائی ہو چکی ہے.... یقیناً یہاں کی صفائی ہوئی ہے۔ ورنہ ڈھکن گرد آلود ہوتا۔ ہم نے اسے اس کا موقع دیا تھا حمید صاحب یہ حماقت زندگی بھر یاد رہے گی۔ کاش ہم اسے یہاں تنہا نہ چھوڑتے۔ وہ اس وقت اسے ٹھکانے ہی لگا کر واپس آیا تھا اور میں نے بھی پہلی بار تلاشی کے دوران میں اس گٹر کو نظر انداز کر دیا تھا۔"

گٹر کا ڈھکن اٹھایا گیا۔ بدبو سے ان کے دماغ پھٹنے لگے۔ تیز رفتار گندے پانی کی آواز انہیں سنائی دے رہی تھی۔ ٹارچ کی روشنی اندر ڈالی گئی لیکن بے سود تیزی سے بہنے والے گندے پانی کے علاوہ انہیں اور کچھ نہ دکھائی دیا۔

وہ پھر اس کمرے میں واپس آگئے۔ یہاں گریٹی رہتا تھا۔ یہاں فریدی نے وہ قمیض برآمد کرلی جس کے کالر پر لپ اسٹک کا بڑا سا دھبہ دیکھا تھا۔ پھر وہ کمرے کی دوسری اشیاء کا جائزہ لینے کے سلسلے میں وہیں کا سامان الٹنے پلٹنے لگا۔

"حمید صاحب۔" وہ تھوڑی دیر بعد ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "پھر وہی لاشوں کے سوداگر۔"

"لاشوں کے سوداگر....!" حمید نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں....!" فریدی نے آہستہ سے کہا۔ اُس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا تھا جس پر مصر کے عجوبہ ابوالہول کی چھوٹی سی تصویر تھی۔

فرعون کی روح

شام خوشگوار تھی۔ دن بھر تیز دھوپ ہونے کے بعد مطلع ابر آلود ہو گیا تھا اور ہوا میں خنکی پیدا ہو گئی تھی.... اور حمید کی کھوپڑی میں عجیب قسم کی سرسراہٹیں پرورش پا رہی تھیں.... اس

نے پروگرام بنایا تھا کہ آج آٹھ سے گیارہ تک آرلکچنو میں ڈانس کرے گا۔ اس کے بعد بقیہ رات کسی نائٹ کلب میں گزارے گا۔ کیونکہ دوسرے دن اتوار تھا۔

گریٹی والے کیس کی طرف سے اسے اطمینان تھا کہ اب کوئی دوسری شکل نہیں اختیار کر سکتا۔ کیونکہ سونیا کی لاش شہر کے باہر اس نالے میں مل گئی تھی جس میں شہر کا سارا گندہ پانی بہتا تھا۔

گریٹی بدستور حوالات میں تھا۔ لاش دستیاب ہوتے ہی اس کی حالت بگڑنے لگی تھی۔

بہرحال حمید کے حق میں راوی چین لکھتا تھا لیکن اسی کی دانست میں شام کو جیسے ہی وہ باہر جانے کے لئے تیار ہوا اسے نوکر نے اطلاع دی کہ فریدی اُسے بلا رہا ہے۔

پھر اس کی جھلاہٹ کا کیا پوچھنا۔ وہ سوچنے لگا کہ یقیناً پھر اس کی شامت آنے والی ہے اور اس خوشگوار شام سے لطف اندوز نہ ہو سکے گا۔

"فرمایئے۔" وہ فریدی کے کمرے میں درانہ گھستا ہوا بولا۔

فریدی شیو کر چکا تھا اور اب کپڑوں کا انتخاب کر رہا تھا۔

"تھوڑی تفریح کا خیال ہے۔" فریدی نے کہا۔

"یہ آپ بول رہے ہیں۔" حمید نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "اچھا تفریح کے ہجے کیجئے۔"

"نہیں فرزند! میں سچ کہہ رہا ہوں۔ ایسی تفریح تمہیں کبھی خواب میں بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی۔"

"آپکی تفریح کا جو معیار ہے اسے میں قبر میں بھی نہ پسند کروں گا۔ خواب تو معمولی چیز ہے۔"

"بہرحال تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے۔"

"کاش کبھی یہ جملہ ملک الموت کی زبانی سن سکوں۔" حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کیا تم کہیں اور جانے کے لئے تیار تھے۔"

"جناب والا....!"

"اچھا تو جاؤ میں دراصل تمہیں ایک ایسی جگہ لے جانا چاہتا تھا جہاں خالص انگریز لڑکیوں سے ملنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔"

"بعض انگریز لڑکیاں اسی سال کی عمر تک مس رہتی ہیں۔ میں نے سوچا شائد آپ نہ جانتے ہوں اس لئے بتا دیا آگے آپ کی مرضی۔"

"بھئی تم نہیں جانا چاہتے تو نہ جاؤ.... میں تمہیں مجبور نہیں کرتا۔"

"نہیں میں جانے پر مجبور ہوں خصوصاً جب آپ مجبور نہ کریں۔ ایسے حالات میں ہمیشہ وہی ہوا کرتا ہے جو آپ چاہتے ہیں۔"

"سمجھتے تو ہو.....!" فریدی مسکرا کر بولا۔

حمید نے جو کچھ کہا تھا وہ حقیقت تھی۔ اگر حمید کے انکار پر فریدی کوئی کام اسی کی مرضی پر چھوڑ دیتا تھا تو پھر وہ کام حمید کو کرنا ہی پڑتا تھا۔ یہ کئی بار کا تجربہ تھا فریدی کچھ ایسا رویہ اختیار کرتا کہ حمید اس پر مجبور ہی ہو جاتا۔

"بس ذرا سے میک اپ کی ضرورت پیش آئے گی۔" فریدی نے کہا۔

"کمال کرتے ہیں آپ بھی۔" حمید بھنا کر بولا۔ "اچھا میں یہ کپڑے اُتار کر آتا ہوں ورنہ برباد ہو جائیں گے۔"

"بہت ہی معمولی سا میک اپ ہے۔" فریدی بولا۔ "کپڑے نہیں خراب ہوں گے بس ایک سیکنڈ میں صورت بدل جائے گی۔ ادھر دیکھو۔"

حمید نے فریدی کے چہرے کی طرف دیکھا جس پر اس نے اپنا داہنا ہاتھ رکھ لیا تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں ہاتھ چہرے سے ہٹا لیا گیا اور حمید "ارے" کہہ کر اُسے گھورنے لگا۔ فریدی کی شکل بالکل بدل گئی تھی اور اب وہ صرف آنکھوں اور پیشانی ہی کی بناء پر پہچانا جا سکتا تھا۔ ناک اور ہونٹ فریدی کے نہیں معلوم ہو رہے تھے۔

"کیوں!" فریدی مسکرا کر بولا۔ اس کی آواز میں ہلکی سی منمناہٹ تھی۔ "اب اگر میں تاریک شیشوں کی عینک لگا لوں تو مجھے کون پہچان سکے۔"

"کیا آپ جادوگر ہیں۔" حمید بوکھلا کر بولا۔ "ابھی تو آپ اچھے خاصے تھے۔"

"نہیں یہ دو ربڑ اسپرنگ ہیں جنہیں نتھنوں میں رکھ لینے سے ناک اوپر کی طرف اٹھ جاتی ہے۔ اس سے اوپری ہونٹ میں بھی تھوڑا سا کھنچاؤ ہوتا ہے اور دہانے کی ہیئت بدل جاتی ہے۔ اسی طرح اگر ناک کی نوک نیچے کی طرف جھکائی جائے تو حلیئے میں ایک نمایاں فرق نظر آئے گا۔"

"تو کیا آپ میری ناک نیچے کی طرف جھکائیں گے۔"

"نہیں جڑ سے اڑا دوں گا۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"لیکن ہم جائیں گے کہاں۔"

"برکلے ہاؤز۔ داخلہ صرف مخصوصین کے لئے ہے۔ میں نے دو عدد دعوت نامے حاصل کئے ہیں اور ہماری حیثیت ملک کے دو بڑے سرمایہ داروں کی ہو گی جو اس شہر کے باشندے نہیں ہیں بس اب وقت نہ برباد کرو سمجھے۔"

تھوڑی دیر بعد وہ شہر کی مشہور عمارت برکلے ہاؤز کے سامنے کھڑے تھے۔ اندھیرا پھیل چکا تھا۔ عمارت کے سامنے کئی شاندار کاریں ایک قطار میں کھڑی تھیں۔

وہ دونوں کمپاؤنڈ سے گذر کر پورچ میں آئے۔

ایک دبلا پتلا سا انگریز جو سیاہ سوٹ میں ملبوس تھا ان کے استقبال کے لئے آگے بڑھا۔ فریدی نے دونوں دعوت نامے اس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

"اوہ.... ادھر سے تشریف لے چلئے۔" انگریز ایک طرف ہٹ کر قدرے جھکتا ہوا بولا۔

وہ انہیں ایک ایسے کمرے میں لایا جس کی ہر چیز سیاہ تھی۔ دیواریں، فرنیچر، پردے، دروازے سب سیاہ حتیٰ کہ میزوں پر رکھے ہوئے ایش ٹرے تک سیاہ تھے۔ یہاں انہیں آٹھ دیسی آدمی دکھائی دیئے۔ فریدی ان میں سے ایک ایک کو پہچانتا تھا۔ یہ سب شہر کے بڑے سرمایہ داروں میں سے تھے۔

"کیا آپ کے ناموں کا اعلان کردوں۔" مدقوق انگریز نے آہستہ سے پوچھا۔

"نہیں، شکریہ۔" فریدی آہستہ سے بولا۔ "اس کی ضرورت نہیں۔"

انگریز نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کیا اور وہ دونوں بیٹھ گئے۔ دوسرے لوگ آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے اور ان کی نظریں ان دونوں کی طرف تھیں۔

دفعتاً ایک دروازے کا پردہ سرکا اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے اس تاریک ماحول میں چاند نکل آیا ہو۔ یہ ایک انتہائی حسین لڑکی تھی اور اس کے جسم پر بے داغ سفید سلک کا لبادہ تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ان دونوں کے قریب آئی۔ حمید آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ فریدی نے اس وقت سچ مچ اس پر احسان کیا ہے۔ لڑکی نے ایک نوٹ بک اور پنسل ان کے سامنے رکھی ہوئی چھوٹی سی میز پر رکھ دی۔

"نام اور پتہ۔" لڑکی نے کہا اور حمید کے کانوں میں چاندی کی گھنٹیاں سی بج اٹھیں۔

"کیا یہ ضروری ہے۔" فریدی نے مسکرا کر پوچھا۔

"قاعدہ یہی ہے۔ ویسے جو آپ مناسب سمجھیں۔"

فریدی نے وہی نام لکھ دیئے جو دعوت ناموں پر تحریر تھے۔

"شکریہ۔" لڑکی نوٹ بک اور پنسل سمیٹ کر واپس چلی گئی۔

پھر شائد دو یا تین منٹ بعد ایک دوسری لڑکی کمرے میں آئی۔ یہ بھی کافی دلکش تھی اور اس کے جسم پر بھی سفید ہی لبادہ تھا۔ اس نے آتے ہی کمرے کی روشنی گل کر دی۔ پھر ایک بڑی دلکش آواز اندھیرے میں گونجی۔

"کروڑ ہا برس گذرے جب یہ زمین آگ کا گولا تھی۔ ہزار ہا سال گذرے جب مصر پر دیوتاؤں کی حکومت تھی۔ ابوالہول اور اہرام خالص انسانی کارنامے نہیں ہیں۔ ان میں دیوتاؤں کا بھی ہاتھ تھا۔"

لڑکی خاموش ہو گئی۔ کمرے کا اندھیرا حمید کو گراں گذر رہا تھا۔ اچانک انہوں نے دبی دبی سی سسکیوں کی آوازیں سنیں۔

پھر وہی آواز ہچکیوں اور سسکیوں کے ساتھ سنائی دینے لگی۔ "نہ اب وہ مصر ہے اور نہ آگ کا گولا۔ لیکن ہمارے دل سلگ رہے ہیں۔ ایک انجانی سی آگ۔ ایک انجانی سی آگ۔"

سسکیاں تیز ہو گئیں۔ آواز آتی رہی۔ "سب کچھ تباہ ہو جائے گا لیکن دیوتا ہمیشہ زندہ رہیں گے۔"

سسکیوں کی آوازیں دور ہوتی جارہی تھیں۔ دفعتاً حمید کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہوں۔ سسکیوں کی آواز دور ہوتی جارہی تھی۔ لیکن لڑکی کی آواز بدستور اسی جگہ قائم تھی جہاں پہلے تھی۔ حالانکہ کچھ دیر پہلے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے لڑکی ہی سسکیوں اور ہچکیوں کے ساتھ گفتگو کر رہی ہو۔ لیکن اب دونوں آوازیں الگ ہو گئی تھیں۔ لڑکی کہہ رہی تھی۔ "لیکن آج یہ کیا ہو گیا ہے۔ روحیں اس طرف متوجہ نہیں ہو رہی ہیں.... فرعون.... فرعون.... میں تجھے پکارتی ہوں۔ آج تجھ سے بہتیرے راز دریافت کئے جائیں گے۔"

لڑکی خاموش ہو گئی.... اندھیرے اور سناٹے کا امتزاج ڈراؤنا معلوم ہونے لگا۔

چند لمحے خاموش رہ کر لڑکی پھر بولی۔ "حاضرین سے استدعا ہے کہ وہ دس منٹ اس طرح خاموش بیٹھیں کہ ان کے ہونٹ کھلے ہوئے ہوں اور براہِ کرم وہ مٹھیاں نہ باندھیں.... فرعون

کی روح ٹھیک دس منٹ بعد حاضر ہو گی۔"

دس منٹ کی طویل خاموشی۔

حمید کو اپنے دل کی دھڑکنیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

پھر دس ہی نہیں بلکہ پندرہ منٹ گذر گئے لیکن کسی قسم کی بھی آواز نہیں سنائی دی۔ حمید اپنی ہتھیلیاں اور ہونٹ کھولے بیٹھا تھا۔

اچانک اسے اپنے قریب ہی ایک عجیب قسم کی روشنی دکھائی دی اور وہ بیساختہ اچھل پڑا۔ روشنی کمرے میں گردش کرنے لگی اور پھر کافی دیر بعد یہ بات حمید کی سمجھ میں آئی کہ فریدی نے اپنی ٹارچ روشن کرلی تھی اور کمرے میں چل رہا تھا۔ کمرے کا بلب بھی روشن ہو گیا۔ فریدی سوئچ بورڈ کے قریب کھڑا چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

کمرے میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ نہ صرف لڑکی بلکہ ان کے جانے پہچانے لوگ بھی غائب ہو چکے تھے۔

"یہ کیا تماشہ تھا۔" حمید گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔

فریدی کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے کہا "توقعات کے خلاف.... اچھا آؤ ہم دیکھیں کہ دوسرے کمروں میں کیا ہے۔"

فریدی ایک دروازے کا پردہ ہٹا کر کمرے سے نکل گیا۔ حمید بھی اس کے پیچھے تھا وہ ایک دوسرے کمرے میں آئے یہاں بھی تاریکی تھی۔ فریدی نے ٹارچ روشن کرلی۔ یہ کمرہ بھی خالی تھا۔

وہ آگے بڑھے، ایک دروازے کے اس طرف روشنی نظر آرہی تھی۔ فریدی پردہ ہٹا کر آگے بڑھ گیا۔ حمید نے بھی اس کی تقلید کی۔

لیکن یہ کمرہ خالی نہیں تھا۔ انہیں سامنے ہی آرام کرسی پر ایک معمر انگیز نیم دراز نظر آیا۔ بھورے رنگ کی فرنچ کٹ ڈاڑھی میں وہ خاصا شاندار نظر آرہا تھا۔ انہیں دیکھ کر وہ اس انداز میں سیدھا ہو کر بیٹھ گیا جیسے ان کا منتظر ہی رہا ہو۔

"آیئے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید، خوش آمدید تشریف رکھئے۔"

حمید بوکھلا گیا لیکن اس نے فریدی کی حالت میں کسی قسم کا بھی تغیر محسوس نہیں کیا۔

"شکریہ....!" فریدی ایک کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ پھر اس نے حمید کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"کرنل.... یہ ہاتھ کی صفائی کا کھیل نہیں ہے اوہ مگر ٹھہریئے میں پہلے اپنا تعارف کرادوں۔ مجھے ہڈسن کہتے ہیں ڈاکٹر ہڈسن۔"

"ڈاکٹر ہڈسن۔" فریدی نے آہستہ سے بڑبڑا کر سر ہلا دیا۔

"ہاں تو کرنل میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ شعبدہ بازی نہیں ہے۔ آخر آپ بھیس بدل کر کیوں آئے تھے۔"

"محض یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کام علانیہ کیوں نہیں ہوتا۔"

"بس اتنی سی بات۔" ہڈسن بولا۔ "جواب یہ ہے کرنل کہ اسے صرف مستحق آدمیوں کے لئے مخصوص رکھنا چاہتا ہوں۔ عوامی بھیڑ سے کوئی فائدہ نہیں۔"

"لیکن تم نے اپنا کام جاری کیوں نہیں رکھا۔"

"وہ تو اب بھی جاری ہے۔" ہڈسن نے مسکرا کر کہا۔ "فرعون کی روح نے محض اس بناء پر حاضری سے انکار کر دیا تھا کہ دو آدمی بھیس بدل کر اور غلط نام اختیار کر کے آئے تھے۔"

"بھلا فرعون کی روح کو اس سے کیا سروکار۔"

"بہت بڑا سروکار ہے کرنل۔ روحیں بے اعتمادی نہیں پسند کرتیں۔ اگر تم لوگ اپنی صحیح شخصیت میں آتے تو اس کی نوبت ہی نہ آتی۔"

"صحیح شخصیت میں شاید مجھے داخلے کی بھی اجازت نہ ملتی۔"

"ملتی اور ضرور ملتی کرنل۔ تم شائد یہ سمجھتے ہو کہ روحوں کی آڑ میں یہاں کوئی جرم ہو رہا ہے۔"

"ضروری نہیں کہ میں یہی سمجھوں۔ حیرت انگیز باتوں کے لئے تجسس قطعی فطری امر ہے۔"

"میں اسے تسلیم کرتا ہوں۔ اگر آپ اس سلسلے میں مجھ سے گفتگو کرتے تو میں آپ کو تاریک کمرے میں بیٹھنے کی اجازت دے دیتا۔"

"خیر اب سہی۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔

"اب آج تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کاروائی آدھی سے زیادہ ختم ہو چکی ہے اور لوگ روح سے سوالات کر رہے ہیں۔"

"کیا....؟" فریدی کے لہجے میں حیرت تھی۔ "مگر وہاں تو اب کوئی بھی نہیں ہے۔"

"سب ہیں.... کاروائی جاری ہے۔"

"لیکن میں تو ابھی وہیں سے آرہا ہوں۔"

ڈاکٹر ہڈسن نے قہقہہ لگایا اور پھر بولا۔ "یہی تو میں کہہ رہا ہوں مسٹر فریدی کہ یہ ہاتھ کی صفائی یا شعبدہ نہیں ہے۔ تم جس وقت ہال میں آئے تھے سب وہیں موجود تھے اور اب بھی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ وہ تمہیں نظر نہ آئے ہوں۔ وہ فرعون کی روح تھی جسے طلب کیا گیا تھا اس نے تمہاری اس حرکت کی بناء پر تمہیں محروم کر دیا۔ اچھا شائد تمہیں یقین نہیں آرہا ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔"

ہڈسن انہیں پھر اسی تاریک کمرے کی طرف لے گیا۔ کمرے میں اندھیرا تھا۔ حالانکہ کچھ دیر قبل فریدی یہاں کا بلب روشن کر کے گیا تھا جس وقت یہ لوگ دروازے کے قریب پہنچے تاریک کمرے میں ایک بھرائی ہوئی سی آواز گونج رہی تھی۔ "تمہیں بہت سمجھ بوجھ سے کام لینا چاہئے۔ تین دن کے اندر اندر روئی کا بازار گر جائے گا۔ اس لئے اس میں فی الحال ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں۔ وہ کمبخت سراغرساں پھر آگئے ہیں لہٰذا یہ سلسلہ بند ہو رہا ہے۔"

دوسرے ہی لمحے میں کمرے کا بلب پھر روشن ہو گیا اور فریدی کی نظر اُن لوگوں پر پڑی جنہیں وہ عمارت میں داخل ہوتے ہی دیکھ چکا تھا۔ شہر کے چند بڑے سرمایہ دار۔ وہ سب خاموشی سے اٹھے اور باہر نکل گئے۔

"دیکھا تم نے۔" ہڈسن مسکرا کر بولا۔

"تو اس روح نے انہیں ہماری نظروں سے غائب کر دیا تھا۔" فریدی نے پوچھا۔

"قطعی یہی بات ہے مسٹر.... آر.... کرنل فریدی۔"

"ڈاکٹر ہڈسن.... تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔" فریدی انتہائی گرمجوشی سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔

"اب آؤ.... اطمینان سے باتیں ہوں گی۔" ڈاکٹر ہڈسن نے فریدی کو اسی کمرے کی طرف کھینچتے ہوئے کہا جہاں سے وہ چند لمحے پیشتر اٹھ کر آئے تھے۔

وہ بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر ہڈسن نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی کا بٹن دبایا۔

دوسرے ہی لمحے میں وہ لڑکی اندر داخل ہوئی جس نے تاریک کمرے میں فریدی اور حمید کے دستخط لئے تھے۔

"مشروبات میں کرنل فریدی کو کیا پسند ہے۔" ہڈسن نے لڑکی سے پوچھا۔

"کافی....!" لڑکی نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک کافی ہی لاؤ۔ مگر ٹھہرو..... کیپٹن حمید کیا پسند کرتے ہیں۔"

"ٹھہریئے۔" لڑکی نے کہا اور آنکھیں بند کئے چند لمحے خاموش رہی پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں کھلیں اور ساتھ ہی ایک بڑی دلآویز سی مسکراہٹ بھی اس کے ہونٹوں پر پھیلتی گئی۔

"کیپٹن حمید کی کوئی پسند نہیں۔" لڑکی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "یہ کافی بھی پی لیں گے.... ویسے میں انہیں بہت پسند آئی ہوں۔"

"خوب....!" ڈاکٹر معنی خیز انداز میں سر ہلاتا ہوا بولا۔ لڑکی چلی گئی۔

"کیا یہ بھی کوئی روح ہے ڈاکٹر۔" فریدی نے پوچھا۔

"نہیں روحوں کی ایک خادمہ۔ روحیں اسے ہر وقت ہر بات کی اطلاع پہنچاتی ہیں۔"

"کتنی لڑکیاں ہیں تمہارے ساتھ؟" حمید نے پوچھا۔

"دو....!"

"اور مرد کتنے ہیں۔"

"تین....!" ڈاکٹر ہڈسن نے کہا۔ "اور سات عدد لاشیں۔"

"دو لاشیں تو تم فروخت بھی کر چکے ہو۔" فریدی نے کہا۔

"ہاں پہلے نو عدد تھیں۔"

"کیسی لاشیں۔" حمید بول پڑا۔

"تم خاموش رہو۔" فریدی نے اردو میں کہا پھر ڈاکٹر ہڈسن سے بولا۔ "تم انہیں خاص طور سے یہیں کیوں فروخت کر رہے ہو۔ دنیا کے کسی دوسرے ملک کا انتخاب کیوں نہیں کیا۔"

"ابھی تمہارے شبہات رفع نہیں ہوئے۔" ڈاکٹر ہڈسن مسکرا کر بولا۔ "میں تمہاری حکومت سے اس کے لئے باقاعدہ طور پر اجازت نامہ حاصل کر چکا ہوں۔ اور انہیں یہاں اس لئے فروخت کر رہا ہوں کہ یہ بھی دیوتاؤں ہی کی سرزمین ہے۔"

ہڈسن کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ دفعتاً پوری عمارت ایک عجیب قسم کے شور سے گونج اٹھی۔ اور ہڈسن بے تحاشہ اٹھ کر بھاگتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

بغداد ۱۱۲۱

حمید نے فریدی کی طرف دیکھا اور فریدی سر ہلا کر مسکرانے لگا۔

"یہ کس بھوت خانے میں پکڑ لائے آپ مجھے۔" حمید نے بُرا سامنہ بنا کر کہا۔

"فکر مت کرو۔ ان مغربیوں کا عجیب حال ہے۔ یہ ہمیں آج بھی احمق سمجھتے ہیں۔"

"مگر وہ لڑکی....!"

"سب فراڈ ہیں۔" فریدی نے کہا۔ "ویسے ہمارے متعلق ان کی معلومات بہت وسیع ہیں۔"

"لیکن تاریک کمرے والے واقعے کے متعلق کیا خیال ہے۔"

"کیا تم مجھے خیالات قائم کرنے کی مشین سمجھتے ہو۔" فریدی جھنجھلا گیا۔

"اچھا یہی بتا دیجئے کہ وہ لاشیں شکر کی ہیں یا پلاسٹر آف پیرس کی۔"

فریدی جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ڈاکٹر ہڈسن واپس آ گیا۔

وہ بہت زیادہ غصے میں معلوم ہوتا تھا۔

"کرنل اپنی تباہ کاری دیکھ لو چل کر۔" اس نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا ڈاکٹر۔"

"میرے ساتھ آؤ۔"

وہ آگے تھا اور یہ دونوں اس کے پیچھے اور ان کے قدم بھی اسی مناسبت سے اٹھ رہے تھے جس رفتار سے ہڈسن چل رہا تھا۔

جیسے ہی وہ ایک راہداری مڑے حمید کی نظر ایک لڑکی پر پڑی جو فرش پر چت پڑی ہوئی تھی۔ یہ وہی لڑکی تھی جسے تھوڑی دیر قبل کافی کے لئے بھیجا گیا تھا۔ شائد وہ بیہوش تھی۔

"دیکھو....!" ہڈسن نے رک کر بیہوش لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

"لیکن ڈاکٹر مجھے اس سے کیا سروکار۔ میں تو اس کمرے میں تھا۔" فریدی نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

"تم ذمہ دار ہو اس کے۔"

"آخر کس طرح۔"

"یہ روح کا انتقام ہے۔ یہاں آنیوالی تمام روحیں اس لڑکی پر اعتماد کرتی تھیں۔"

"تو میری وجہ سے اس اعتماد میں فرق آنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔"

"آخر تم بھیس بدل کر کیوں آئے۔"

"میں یہاں کا ایک ذمہ دار آفیسر ہوں۔ میرا فرض ہے کہ میں ایسے معاملات کو دیکھوں۔"

"لیکن یہ لڑکی بیہوش کس طرح ہوئی۔" حمید نے ہڈسن سے پوچھا۔

"خدا ہی جانے۔" ہڈسن نے تشویش آمیز لہجے میں جواب دیا۔ "ہمارے لئے یہ پہلا واقعہ ہے۔"

وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر ہڈسن نے کہا۔ "روحوں کا خیال ہے کہ تم ہمیں کسی جرم سے منتھی کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔"

فریدی نے کوئی جواب نہ دیا وہ براہِ راست ڈاکٹر ہڈسن کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"کس جرم میں منتھی کرنا چاہتا ہوں۔" تھوڑی دیر بعد اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"کل روح کی زبانی سن لینا۔ آج اس نے تفصیل نہیں بتائی۔ لیکن خدا کیلئے اپنی اصل شکل میں آنا اور کاپی پر صحیح دستخط کرنا۔ اچھا کرنل اب مجھے اجازت دو۔ مجھے اس لڑکی کی جان بچانی ہے۔"

"ہمارے لائق کوئی خدمت ڈاکٹر....!" حمید نے کہا۔

"اوہ.... نہیں بھلا تم کیا کر سکو گے۔ یہ روحوں کی شکار ہے۔ آج میری ساری رات برباد ہو جائے گی۔"

"کچھ روحیں میرے قبضے میں بھی ہیں ڈاکٹر...!" حمید بولا۔ "کہو تو میں ان سے مدد طلب کروں۔"

"کتنی پرانی روحیں ہیں۔"

"پانچ لاکھ برس پرانی۔"

ڈاکٹر ہڈسن ہنسنے لگا۔ "تم لوگ سچ مچ اسے شعبدہ سمجھتے ہو۔ لیکن میں تمہیں بتاؤں گا ضرور آنا.... اچھا شب بخیر۔"

فریدی اور حمید باہر آ گئے۔ فریدی غیر معمولی طور پر سنجیدہ اور خاموش تھا۔

"اب کیا خیال ہے؟" حمید نے اسے چھیڑا۔

"کچھ نہیں وقت کی بربادی ہے.... اس کیس میں میرا دل نہیں لگ رہا ہے۔"

"لیکن یہ بتائیے کہ آپ یہاں آئے کیوں تھے اور ابھی آپ نے کس کیس کا حوالہ دیا ہے۔"

"جعلی نوٹوں والا کیس۔"

"بھلا اس سے اور اُس معاملے سے کیا تعلق۔"

"تعلق ہے تو دریافت کرنا ہے۔"

"زبردستی۔"

"حالات ایسے ہیں فرزند۔ راجو نوٹوں والے معاملے سے منسلک تھا۔ راجو کے ذریعہ ہم ایک مشتبہ عمارت تک پہنچے۔ وہاں ہماری چند نامعلوم آدمیوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ پھر گریٹی نے راجو کو زہر دلوادیا اور ہمیں اُس لڑکی کی بھی لاش ملی جس نے راجو کو زہر دیا تھا۔ گریٹی حراست میں ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس رات اُس عمارت میں جن نقاب پوشوں سے مڈبھیڑ ہوئی تھی اُن میں گریٹی بھی تھا.... خیر گریٹی کے یہاں تلاشی کے دوران میں ایک ایسا کاغذ ملتا ہے جس کا تعلق براہِ راست ڈاکٹر ہڈسن سے ہے۔"

"کیسا کاغذ.... آپ شاید پہلی بار اس کا تذکرہ کر رہے ہیں۔"

"نہیں تو.... کاغذ تو تمہارے سامنے ہی ملا تھا۔ وہی جس پر ابوالہول کی تصویر تھی۔ وہ دراصل ڈاکٹر ہڈسن کے نجی رائیٹنگ پیڈ کا سرنامہ ہے۔ ایسے ہی ایک کاغذ پر میں ہڈسن کی تحریری درخواست دیکھ چکا ہوں جو اُس نے لاشوں کی فروخت کے سلسلے میں اجازت حاصل کرنے کے لئے دی تھی۔"

"دیکھئے! اس سے بھی دونوں کا تعلق نہیں ظاہر ہوتا۔" حمید نے کہا۔

"کیوں....؟"

"ایسے حالات میں ڈاکٹر ہڈسن کا لیٹر ہیڈ شہر میں کسی کے بھی پاس پایا جاسکتا ہے۔ اس کی طلب کی ہوئی روحیں شائد مستقبل کا حال بتاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ آدمی ہر حال میں اپنے مستقبل سے باخبر ہونے کی خواہش رکھتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ گریٹی نے بھی اسی سلسلے میں ڈاکٹر ہڈسن سے خط و کتابت کی ہو۔ لہٰذا اُس تک ہڈسن کا لیٹر ہیڈ اس طرح پہنچ سکتا ہے۔"

"تمہاری یہ دلیل معقول ہے لیکن کچھ اور باتیں بھی ہیں۔"

"اور وہ باتیں مجھے حشر کے دن معلوم ہوں گی۔" حمید جھنجھلا گیا۔

"چلو بیٹھو....!" فریدی اُسے کار میں دھکیلتا ہوا بولا۔

حمید اگلی سیٹ پر بیٹھتا ہوا بولا۔ ''اور آپ اُن لاشوں کے متعلق کبھی نہ بتائیں گے۔''

''تم احمق ہو۔'' فریدی نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ ''بعض اوقات تمہیں الف اور بے پڑھانا پڑتا ہے۔ تم خود کیوں نہیں سوچتے کہ وہ لاشیں کس قسم کی ہو سکتی ہیں۔''

''میں کچھ کچھ سمجھ رہا ہوں۔ ہڈسن نے گفتگو کے دوران میں قدیم مصر کا حوالہ دیا تھا کیا وہ ممیاں ہیں۔''

''ٹھیک ہے.... وہ ہزاروں سال پرانی حنوط کی ہوئی لاشیں ہیں۔ مصر میں ڈاکٹر ہڈسن نے کچھ زمین خریدی تھی اور یہ لاشیں اسی زمین کی کھدائی کے دوران میں نکلی تھیں۔''

''تو اس طرح یہ لاشوں کے سوداگر ہیں۔'' حمید مسکرا کر بولا۔ ''آپ ذرا ذرا سی باتوں کو بھی انتہائی پُر اسرار بنا کر پیش کرتے ہیں.... لیکن ہاں وہ دوسرے اسباب کیا ہیں جنکی بناء پر آپ گریٹی کو ان لوگوں سے منسلک سمجھتے ہیں۔''

''اوہو! بڑی خوشی ہے۔'' فریدی مسکرا کر بولا۔ ''میں سچ مچ تمہیں ایک ذمہ دار آدمی دیکھنا چاہتا ہوں اور میں آج کل ایک دوسرے مسئلے میں بھی الجھا ہوا ہوں۔''

''کون سا مسئلہ....؟''

''تمہیں یورپ کا مشہور بلیک میلر لیونارڈ و یاد ہے۔''

''اچھی طرح....!''

''زندگی میں پہلی بار اُسے میری ہی وجہ سے ہتھکڑیاں نصیب ہوئی تھیں۔''

''جی ہاں.... مجھے یہ بھی یاد ہے۔''

''وہ انگلینڈ کے ایک قید خانے میں عمر قید کی سزا بھگت رہا تھا۔ ہونی تو چاہئے تھی اُسے سزائے موت ہی لیکن اُس پر کوئی قتل نہیں ثابت ہو سکا تھا بہر حال قصہ مختصر یہ کہ وہ جیل سے فرار ہو گیا ہے۔''

''تو آپ کیوں فکر مند ہیں۔ انگلینڈ جانے اور لیونارڈ۔''

''یہ بات نہیں ہے فرزند.... تم اُس کی پچھلی ہسٹری سے واقف نہیں ہو لیونارڈ ایسے آدمیوں کو بھلانا نہیں جانتا جن کی ذات سے اسے ذرہ برابر بھی نقصان پہنچا ہو۔''

''مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔'' حمید بولا۔

”زیادہ خوش فہمی اچھی چیز نہیں ہے۔ اندھیرے سے آئے ہوئے تیر کا منہ کون موڑ سکتا ہے۔ لیونارڈ کبھی کھل کر سامنے نہیں آتا۔ اگر تم اُس کے شکاروں کی فہرست دیکھو تو اُس میں تمہیں اسکاٹ لینڈ یارڈ کے کئی بہترین دماغ ملیں گے۔ انسپکٹر مورلینڈ، چیف انسپکٹر اڈمارٹن، سارجنٹ گراہم، سپرنٹنڈنٹ مارشا سمتھ وغیرہ یہ سب لیونارڈ کے ہاتھوں قتل ہوئے لیکن جب اس پر مقدمہ چلایا گیا تو وہ ایک بھی قتل کا مرتکب نہ ثابت ہو سکا۔“

”تو آپ اس سے خوفزدہ ہیں۔“

”مستقبل کے متعلق جو تشویش ہوتی ہے ہر حال میں خوف نہیں کہلاتی۔“

”وہ کب فرار ہوا ہے۔“

”آج سے تین دن قبل کی بات ہے۔“

”اوہ تب تو ان لوگوں میں نہیں ہو سکتا۔“ حمید نے کہا۔

”یہ لوگ....!“ فریدی حقارت آمیز مسکراہٹ کیساتھ بولا۔ ”یہ لوگ تو مسخرے ہیں۔“

”تو آپ یہ کیس مجھے دیتے ہیں نا....!“

”قطعی.... لیکن تم ان لڑکیوں کے چکر میں پڑ کر اپنی حجامت نہیں بنواؤ گے۔“

❁

پتہ نہیں رات کو دو بجے تھے یا تین.... روزیٹی سوتے سوتے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی لیکن اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ وہ تو برکلے ہاؤز کے ایک آرام دہ کمرے میں سوئی تھی۔ پھر اس لق و دق میدان میں کہاں سے پہنچی۔ پورا چاند آسمان پر چمک رہا تھا اور چاروں طرف پچھلے پہر کی دودھیا چاندنی بکھری پڑی تھی۔

روزیٹی بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔ پھر اس کے منہ سے ایک ڈری ڈری سی چیخ نکلی۔ پہلے تو وہ سمجھی کہ شائد خواب دیکھ رہی ہے۔ لیکن اب یقین ہو گیا کہ یہ حقیقت ہے۔

اس کے منہ سے متواتر کئی چیخیں نکلیں اور دھڑام سے زمین پر گر گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کہاں ہے اور اس ویرانے میں کیونکر پہنچی۔

”یہ کون احمق ہے جس نے مجھے جگا دیا۔“ قریب ہی کوئی ناک کے بل بولا۔ آواز کی منمناہٹ قدرتی معلوم ہو رہی تھی۔ روزیٹی پھر چیخنے لگی۔ ہسٹریائی انداز کی چیخیں تھیں۔ ایسا

معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ خاموش رہنے کی کوشش کر رہی ہو۔ لیکن اسے اپنی آواز پر قابو نہ رہ گیا ہو۔

دوسرے لمحے میں ایک عجیب الخلقت آدمی اس کے سامنے کھڑا تھا۔

اس کے سر پر ہالی ووڈ کے "بغداد مارکہ۔" فلمی کرداروں کی سی پگڑی تھی اور جسم پر ایک لمبا لبادہ.... ڈاڑھی گلہری کی دم کیطرح سینے پر جھول رہی تھی۔ وہ گلہری کی دم سے اسلئے مشابہ تھی کہ اسکا پھیلاؤ ٹھوڑی سے آگے نہیں تھا۔ لیکن لمبائی میں سینے تک چل آئی تھی اور مونچھیں ندارد۔

"تت.... تم کون ہو....!" روزیٹی نے خوفزدہ آواز میں پوچھا۔

"تم کون ہو۔" اس آدمی نے غصیلی آواز میں پوچھا۔ اس بار اُس کی آواز کچھ ایسی تھی جیسے کوئی بلی آدمیوں کی طرح بولنے لگی ہو۔

"میں روزیٹی ہوں...." وہ بمشکل کہہ سکی۔

"روزیٹی.... نہیں تم تو عورت معلوم ہوتی ہو۔"

"میرا نام روزیٹی ہے۔"

"روزیٹی.... یہ کیسا واہیات نام ہے۔ کم از کم بغداد میں تو ایسے نام نہیں سنے جاتے۔"

"بغداد.... بغداد کیوں؟ میں کہاں ہوں۔"

"ارے تم یہ بھی نہیں جانتیں۔ تب تو تم کوئی خبیث روح ہو۔ ٹھہرو میں ڈنڈے سے تمہاری خبر لیتا ہوں۔"

"ٹھہرو.... ٹھہرو....!"

"نہیں یوں نہیں.... ابھی تم خود اعتراف کرو گی کہ تم بغداد میں ہو اور یہ سنہ گیارہ سو اکیس ہے۔"

"ارے بچاؤ۔" روزیٹی چیخنے لگی۔

"ارے او بدبخت عورت میں دیو نہیں ہوں کہ تجھے کھا جاؤں گا۔ مری کیوں جا رہی ہے۔ ادھر منہ کر کے کھڑی ہو جا۔ خبردار جو پلٹ کر دیکھا۔"

روزیٹی نے چپ چاپ تعمیل کی۔ اس عجیب الخلقت آدمی نے جیب سے ایک برش اور سیاہ رنگ کا ڈبہ نکال کر برش سے روزیٹی کی قمیض پر لکھنا شروع کیا۔ بغداد سنہ گیارہ سو اکیس۔ ہوشیار اس خبیث روح کا نام روزیٹی ہے۔

"بس اب ادھر مڑ جاؤ۔" اس نے کہا۔" روزیٹی نے پھر بے چوں وچرا تعمیل کی۔"

"اب میں تمہیں مار ڈالوں گا۔" اس عجیب الخلقت آدمی نے کہا اور اس کی گردن دبوچ لی۔

روزیٹی کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخیں نکلنے لگیں اور پھر بے ہوش ہو گئی۔

دوسری بار جب اس کی نیند ختم ہوئی تو کافی دیر تک اس نے آنکھیں کھولنے کی ہمت نہیں کی۔ لیکن آخر کب تک۔ دل کڑا کر کے آنکھیں کھولنی ہی پڑیں۔ اور پھر جو اس نے بوکھلا کر لیٹے ہی لیٹے جست لگائی تو کوچ سے فرش پر تھی۔ کپڑے جھاڑتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔ اس نے خود کو اسی کمرے میں پایا جس میں رات کو سوئی تھی۔ اور اب اسے سوچنا پڑا کہ شائد اس نے پچھلی رات ایک ڈراؤنا خواب دیکھا تھا۔

دیوار سے لگی ہوئی گھڑی سات بجا رہی تھی۔

وہ جلدی جلدی لباس تبدیل کرنے لگی۔ اچانک اس کی نظر شب خوابی کی قمیض کی پشت پر پڑی اور ٹھٹک کر رہ گئی۔ سرخ رنگ کے حروف میں تحریر تھا۔ "بغداد سنہ گیارہ سو اکیس۔ ہوشیار اس خبیث روح کا نام روزیٹی ہے۔"

روزیٹی کے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹ پڑا۔

وہ قمیض ہاتھ میں لئے بے تحاشہ دوڑتی ہوئی اس کمرے میں آئی جہاں ڈاکٹر ہڈسن بیٹھا کافی پی رہا تھا۔

"کیا بات ہے۔" اس نے داہنی بھوں تان کر غصیلی آواز میں کہا۔

روزیٹی نے جواب دینے کی بجائے قمیض اُس کے سامنے ڈال دی۔ ڈاکٹر ہڈسن نے سرخ تحریر پڑھنے کے بعد روزیٹی کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھا۔

"کچھ منہ سے بھی بکو گی۔ کیا مطلب ہے اس بے ہودگی کا۔"

روزیٹی ہکلا ہکلا کر بیان کر چلی۔ پھر اس نے کہا۔ "اگر یہ تحریر نہ ملتی تو میں اسے خواب ہی سمجھتی یقین کیجئے اس میں ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں ہے۔"

ڈاکٹر ہڈسن نے کافی کی پیالی ہاتھ سے رکھ دی اور تحیر آمیز نظروں سے لڑکی کو دیکھنے لگا۔ کبھی کبھی وہ قمیض کی تحریر کو بھی گھورنے لگتا تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اپنا کمرہ اندر سے مقفل کر کے سوئی تھیں۔" اس نے روزیٹی سے پوچھا۔

"مجھے اچھی طرح یاد ہے جناب۔"

"نہیں تم بھول رہی ہو۔ تم نے مقفل نہیں کیا تھا۔"

"نہیں مجھے یقین ہے۔"

"اچھا چلو..... میں تمہارا کمرہ دیکھنا چاہتا ہوں۔"

وہ اس کے ساتھ اس کے کمرے تک آیا اور دروازے پر جھک کر کنجی کا سوراخ دیکھنے لگا۔

"اوہ ... یہ قفل ہی ناقص ہے۔" وہ بڑبڑایا۔ "اندر اور باہر کا سوراخ ایک ہی ہے اوہ.... اور یہ نشانات.... یقیناً کسی نکیلی چیز سے اسے کھولنے کی کوشش کی گئی ہے. بلاؤ رولینڈ کے بچے کو.... آج میں اس کی کھال اتار دوں گا۔ کم بخت مردوں کی طرح سوتا ہے۔"

"میں نہیں سمجھی کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" روزیٹی نے دبی زبان میں کہا۔

"کیا میں لاطینی بول رہا ہوں۔" ڈاکٹر ہڈسن حلق پھاڑ کر بولا۔

روزیٹی کانپنے لگی۔

رنگ میں بھنگ

صبح کے آٹھ بج چکے تھے۔ لیکن حمید ابھی تک خراٹے لے رہا تھا۔ نوکروں کے جگانے سے وہ بھلا کیا اٹھتا۔ البتہ جب فریدی نے خود ہی اس کی زحمت برداشت کی تو اٹھا لیکن پھر لیٹ گیا۔

"نصیر! ایک بالٹی پانی لاؤ۔" فریدی نے نوکر کو آواز دی۔

حمید اچھل کر بیٹھ گیا۔

"آپ جانتے ہیں۔" وہ جھلا کر بولا۔ "میں پانچ بجے سویا ہوں۔"

"یہی تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ پانچ بجے تک کیا کرتے رہے۔"

"تو اس طرح جگا کر۔ میرا خیال ہے کہ آپ میری لاش کو بھی پریشان کریں گے۔ مرنے کی وجہ بتاؤ۔ کن حالات میں مرے۔ ثابت کرو کہ تم مر گئے ہو۔ نہیں میں منطقی دلیل چاہتا ہوں۔"

فریدی ہنسنے لگا۔ لیکن پھر سنجیدگی سے بولا۔

"کھڑے ہو جاؤ۔"

"ہو گیا۔" حمید نے پلنگ سے چھلانگ لگائی اور پاگلوں کی طرح اپنے کپڑے نوچنے لگا۔

"دو چار کتے چھوڑ دوں گا تم پر ورنہ ہوش میں آجاؤ۔"

حمید میز پر بیٹھ کر فریدی کو گھورنے لگا۔

"کیا آپ نہیں جانتے کہ میں پانچ بجے تک کام کرتا رہا ہوں۔"

"تو اب تمہیں کام کی نوعیت بھی بتانی پڑے گی۔"

"میں قبل از وقت کچھ نہیں بتاتا۔" حمید نے فریدی کی نقل اتاری۔

"تم رات بھر جھک مارتے رہے ہو۔" فریدی بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "کیا تم مجھے اپنی رات والی حماقت کا مقصد بتا سکو گے۔"

"کیا مطلب....!" حمید چونک کر فریدی کو گھورنے لگا۔

"رات والی حماقت کا مقصد۔ یعنی بغداد سنہ گیارہ سو اکیس۔"

"آپ کیا جانیں۔"

"وقت نہ برباد کرو۔" فریدی جھنجھلا گیا۔

"دیکھئے میں یہ سب اپنے طور پر کر رہا ہوں۔"

"میں شاید زندگی بھر تمہاری طرف سے مطمئن نہ ہو سکوں گا۔ تم کیا سمجھتے ہو اگر میں وہاں نہ ہوتا تو رات ہی تمہارے پرزے اڑ گئے ہوتے۔"

"اب خواہ مخواہ رَدا نہ رکھئے۔" حمید ہنسنے لگا۔

"اچھا تو تم مذاق سمجھ رہے۔" فریدی نے کہا۔ "تم برآمدے ہی میں پکڑ لئے گئے ہوتے۔ رولینڈ وہیں سو رہا تھا۔ اس کی نیند بہت ہلکی ہے۔ وہ بُری طرح چونکا تھا اگر میں نے فوراً ہی تدبیر نہ کر لی ہوتی تو تم گئے تھے۔ وہ بیدریغ تمہارا گلا گھونٹ دیتا۔"

"اوہ.... نہیں! مجھے یقین ہے کہ برآمدے میں کوئی بھی نہیں تھا۔"

"کیا وہاں روشنی تھی۔" فریدی نے پوچھا۔

"نہیں.... اندھیرا تھا۔"

"پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہاں کوئی نہیں تھا۔"

"اچھا چلئے۔ یہی بتا دیجئے کہ آپ نے تدبیر کیا فرمائی تھی۔"

"بچوں کی سی ایک حرکت کرنی پڑی تھی۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "چند لمحے کے لئے بلی بننا پڑا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہشت کر کے پھر سو گیا مگر تم بتاؤ کہ اس کا مقصد کیا تھا۔"

"مقصد تو ابھی تک خود میری سمجھ میں نہیں آ سکا۔" حمید کھوپڑی سہلاتا ہوا بولا۔

"ایک لڑکی کا معاملہ تھا نا۔" فریدی نے تلخ لہجے میں کہا۔ "اس لئے تم نے دوبارہ اس عمارت میں گھسنے کا خطرہ مول لیا۔ ابھی میں نے اسی قسم کا کوئی کام سپرد کیا ہوتا تو دم نکل کر رہ جاتا۔"

"مگر یہ تو فرمایئے کہ آپ میرے پیچھے کیوں لگے ہوئے تھے۔"

فریدی نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

چند لمحے خاموشی رہی پھر حمید بولا۔ "میں سمجھ گیا۔ اس بار آپ مجھے آگے دھکیل کر اپنا کام نکالنا چاہتے ہیں۔"

"پہلے تو ارادہ نہیں تھا۔ لیکن اب تمہاری اس حماقت ہی نے ایک نیا راستہ دکھا دیا ہے۔"

"یعنی....!"

"کچھ نہیں ننھے بچے۔ نہیں ہر بات کی عام اجازت ہے۔ ان لوگوں سے جس طرح دل چاہے پیش آؤ۔"

"ہوں! سمجھا۔" حمید نے سر ہلا کر کہا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "آپ نے ان لوگوں کے لئے کیا کیا جو پچھلی رات کو تاریک کمرے میں موجود تھے۔"

"ان کے لئے کیا کرتا۔"

"ان سے کم از کم یہ تو معلوم ہی کیا جا سکتا ہے کہ وہ اچانک کہاں غائب ہو گئے تھے۔"

"وقت کی بربادی حمید صاحب۔" "وہ بھی وہیں گئے جو ڈاکٹر ہڈسن کہہ چکا ہے۔ اسے یقیناً ان لوگوں پر اتنا ہی اعتماد رہا ہوگا ورنہ وہ اتنی صفائی سے اُلو بنانے کی کوشش نہ کرتا۔ اگر اب تم ان سے پوچھو گے بھی تو یہی جواب ملے گا کہ وہ وہاں سے ایک سیکنڈ کے لئے بھی نہیں ہٹے تھے اور تمہیں ایک دلچسپ بات بتاؤں گریٹی ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے۔ ضامن یہاں کا ایک بڑا سرمایہ دار ہے۔"

"کیا وہ انہیں لوگوں میں سے تو نہیں ہے جو کل وہاں موجود تھے۔"

"نہیں ان میں سے نہیں تھے۔" فریدی نے کہا پھر سگار سلگا کر چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔

"دیکھو....!" اس نے پھر حمید کو مخاطب کیا۔ "آج ہڈسن نے ہمیں خاص طور پر مدعو کیا

ہے۔ تم ٹھیک سات بجے وہاں پہنچ جانا۔"

"کیوں؟ کیا آپ نہیں جائیں گے۔"

"نہیں! جو کچھ میں کہوں کرتے جاؤ۔"

"تو پھر مجھے ناشتہ کر لینے دیجئے ورنہ آپ جو کچھ بھی کہیں گے میں اسے بھولتا جاؤں گا۔"

"ایک بات میں تمہیں بتادوں۔ رولینڈ سے ہمیشہ ہوشیار رہنا۔ وہ قتل کر دینے کے معاملے میں دیوانگی کی حد تک پہنچ سکتا ہے۔"

"رولینڈ وہی چکنی کھوپڑی والا۔"

"وہی....!" فریدی نے کہا۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر کمرے سے چلا گیا۔

❁

ٹھیک سات بجے حمید برکلے ہاؤز پہنچ گیا لیکن اس کا استقبال بڑی سرد مہری کے ساتھ کیا گیا۔ اس وقت وہ عمارت میں تنہا مہمان تھا۔ وہاں سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آیا ہو۔

"مجھے افسوس ہے۔" ڈاکٹر ہڈسن نے حمید سے کہا۔ "آج میں اپنا وعدہ نہ پورا کروں گا۔"

"کیوں! روحیں ابھی تک ناراض ہیں۔" حمید نے سنجیدگی سے کہا۔

"بس ختم کر دو اس بات کو کیپٹن....!" اس نے بہت بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "ہم لوگ ہی یہاں سے چلے جائیں گے۔"

"کیوں کیا بات ہے۔"

"کوئی ہمیں خواہ مخواہ پریشان کر رہا ہے۔"

"یعنی ذرا وضاحت کرو ڈاکٹر ہو سکتا ہے کہ میں کوئی مدد کر سکوں۔"

"کرنل نہیں آئے۔" ہڈسن نے پوچھا۔

"ہاں وہ آج کل بہت مشغول ہیں۔"

"میں اس سلسلے میں اُن سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"وہ اتنے مشغول ہیں کہ انہوں نے اپنی جگہ مجھے بھیجا ہے۔ ورنہ تم نے مجھے تو مدعو نہیں کیا تھا۔"

"لیکن کل تم میک اپ میں کیوں آئے تھے۔"

"حالانکہ بتانا تو نہ چاہئے۔" حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "لیکن میں تم لوگوں کے کمالات سے بہت مرعوب ہوں۔"

حمید خاموش ہو کر پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

"اچھا تو تم سن ہی لو کل رات کو کسی نے روزیٹی کو بہت پریشان کیا ہے۔"

"روزیٹی کون۔"

"وہی لڑکی جس کا روحوں سے تعلق ہے۔"

"اوہ.... مگر کس نے پریشان کیا۔"

"یہی تو معلوم نہیں ہو سکا۔ وہ اسے بے ہوش کر کے یہاں سے اٹھا لے گیا تھا اور پھر دوبارہ بے ہوش کر کے یہیں ڈال گیا.... اوہ مگر ٹھہرو تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔"

"کس سوال کا۔"

"یہی کہ کل تم میک اپ میں کیوں آئے تھے۔"

"بات یہ ہے ڈاکٹر کہ ہم لوگ مجبور ہیں۔ ہمیں تمہارے متعلق ایک غلط اطلاع ملی تھی۔"

"کیسی اطلاع....!"

"اوہ.... مجھے دہراتے ہوئے شرم آ رہی ہے۔"

"دیکھو.... میں بہت پریشان ہوں کیپٹن! مجھے الجھن میں نہ ڈالو۔"

"کیا بتاؤں ڈاکٹر یہاں کے ایک بڑے تاجر نے تمہارے خلاف یہ شکایت کی تھی کہ تم لاشوں سے زیادہ لڑکیوں کا بیوپار کرتے ہو۔"

"کس نے شکایت کی تھی۔" ڈاکٹر ہڈسن بپھر گیا۔

"افسوس یہ بتانا میرے محکمے کے اصول کے خلاف ہے۔" حمید نے مغموم صورت بنا کر کہا۔

"یہ سراسر جھوٹ ہے.... اور میں اس سلسلے میں کھلی ہوئی تحقیقات کی درخواست کرتا ہوں۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈاکٹر۔" حمید نے نرم لہجے میں کہا۔ "کل ہم مطمئن ہو کر یہاں سے گئے تھے۔ اب تم بتاؤ کہ اس لڑکی کے متعلق تم کیا کہہ رہے تھے۔"

"مگر یہ کتنا بڑا اور گندہ الزام ہے کیا تم لوگوں کی نظروں میں دوسروں کا کوئی احترام نہیں۔"

"ہے کیوں نہیں ڈاکٹر! ہم اس کی اچھی طرح خبر لیں گے۔"

"آخر تم بتاتے کیوں نہیں کہ وہ کون ہے۔"

"بہت مشکل ہے۔ قاعدے سے تو مجھے یہ بھی نہ بتانا چاہئے تھا کہ تم لوگوں پر کوئی الزام عائد کیا گیا تھا مگر اب یہ بات واضح ہو گئی کہ تم لوگوں کے خلاف یہاں کوئی سازش ہو رہی ہے۔"

"سازش.... میں نہیں سمجھا۔"

"تمہاری روحیں لوگوں کو کیا بتاتی ہیں۔"

"پہلے مجھے سوال کی نوعیت سمجھنے دو۔" ڈاکٹر ہڈسن حمید کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"کوئی پیچیدہ سوال نہیں ہے اور نہ اسکا مقصد یہ ہے کہ تمہیں کسی الجھن میں مبتلا کیا جائے۔ لہٰذا میں خود ہی اس کا جواب دیتا ہوں۔ لوگ عموماً اپنے مستقبل کے بارے میں سوالات کرتے ہوں گے۔"

"بالکل درست ہے۔" ڈاکٹر ہڈسن سر ہلا کر بولا۔

"اچھا.... عام آدمیوں کا تو گزر ہے نہیں تمہارے یہاں.... زیادہ تر بڑے لوگ آتے ہیں۔"

"ہاں مجھے یہ بھی تسلیم ہے۔"

"غالباً ان میں سے بھی زیادہ تر تاجر ہی ہوں گے۔"

"یہ بھی درست ہے۔"

"ٹھیک.... !" حمید سر ہلا کر بولا۔ "تاجر کا مستقبل کیا ہو سکتا ہے۔ بازار کا اتار اور چڑھاؤ۔"

"یقیناً....!"

"بازار کا اتار چڑھاؤ۔" حمید ایک لمبی سانس لے کر آرام کرسی میں دراز ہوتا ہوا بولا۔ "بازار کا اتار چڑھاؤ ان کا مستقبل ہے۔ وہ اس کے متعلق معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر یہ تو سوچو کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جنہیں روحوں کی پیشین گوئی کی بناء پر نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہوگا۔ فرض کرو کسی چیز کا بازار گرنے والا ہے۔ روح نے اسکے متعلق پیشین گوئی کر دی نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی نکاسی قبل از وقت ہی بند ہو گئی۔ اب بتاؤ اس شخص کا کتنا بڑا نقصان ہوا جو اس کا اسٹاک رکھتا ہے۔"

"ٹھیک ہے.... میں سمجھ گیا۔"

"بس تو ایسے ہی لوگ تمہارے خلاف سازش کر سکتے ہیں جنہیں تمہاری پیشین گوئیوں سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔"

"میں بالکل سمجھ گیا کیپٹن۔ قطعی سمجھ گیا اور یہ بھی سمجھ گیا کہ پچھلی رات روزی کے

ساتھ وہ حرکت کیوں کی گئی تھی۔"

"حرکت کی گئی تھی۔" حمید آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"کچھ نہیں.... اس کا مقصد محض خوفزدہ کرنا تھا۔ میں پورا واقعہ بتاتا ہوں۔"

ڈاکٹر ہڈسن نے وہ سب کچھ دہرایا جس سے روزیٹی دوچار ہوئی تھی اس دوران میں اس نے روزیٹی کو بھی وہیں بلوالیا تھا۔ حمید نے پورا واقعہ سن لینے کے بعد اس سے دو چار سوالات کئے اور اس کی سریلی آواز سے لطف اندوز ہوتا رہا۔

"بالکل ٹھیک ہے ڈاکٹر.... یہ سب کچھ تمہیں خوفزدہ کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔"

"پرواہ نہیں.... میں یہ کام بند نہیں کروں گا۔ اس وقت تک جب تک خود حکومت ہی نہ روک دے۔" ڈاکٹر ہڈسن نے گرم لہجے میں کہا۔

"یہ نہ کہو ڈاکٹر.... مشرق آج بھی اتنا ہی پُر اسرار ہے جتنا صدیوں پہلے تھا۔ تمہاری تہذیب نے اس پر ایک نیا غلاف چڑھا دیا لیکن غلاف کے نیچے وہی اصلیت ہے جو صدیوں پہلے تھی۔ یہاں کے جادوگر تمہیں یہ کام بند کرنے پر مجبور کر دیں گے۔"

"جادوگر....!"

"ہاں ڈاکٹر.... آج بھی یہاں کا بچہ بچہ جادوگر ہے۔"

"میں نہیں مان سکتا۔ اب یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ زمانہ ختم ہو گیا۔"

"نہیں ہرگز نہیں۔" حمید جوش میں آکر بولا۔ وہ چاروں طرف دیکھنے لگا تھا۔ غالباً وہ کسی نئی حرکت کے لئے پہلے ہی سے تیار ہو کر آیا تھا۔ اچانک اس کی نظر مینٹل پیس پر رک گئی جہاں ہاتھی دانت کے کئی کھلونے رکھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک چوہیا بھی تھی جو پچھلی ٹانگوں پر بیٹھی ہوئی ایسی پوزیشن میں تھی جیسے اگلے پیروں سے کوئی چیز پکڑے ہوئے اسے کتر رہی ہو۔

"دیکھو ڈاکٹر.... مجھے اس بات پر مجبور نہ کرو کہ مجھے ہی تمہیں اپنا کوئی کارنامہ دکھانا پڑے۔"

"کیسا کارنامہ....!"

"جادو کا کرشمہ....!"

"تم....!" ڈاکٹر ہڈسن حقارت سے ہنس کر رہ گیا۔

"زیادہ بڑا جادوگر تو نہیں ہوں۔ لیکن کچھ نہ کچھ ضرور رکھتا ہوں۔ اپنی جھولی میں۔"

"میں کافی دلچسپی لوں گا۔" ڈاکٹر ہڈسن مسکرا کر بولا۔ "میں جانتا ہوں تم اپنے فلٹ ہیٹ سے خرگوش نکالو گے۔"

"نہیں....!" حمید آرام کرسی کے ہتھے پر گھونسہ مار کر بولا۔ "میں بے جان چیزوں کو زندگی بخش سکتا ہوں۔ سمجھے....کسی کے مردہ جسم میں اسی کی روح کو وقتی طور پر واپس بلا لینا بڑی بات نہیں ہے۔ ڈاکٹر ہمارے یہاں کے بچے بھی ایسا کر سکتے ہیں تم نے فرعون کی ممی کی طرح اگر اس کی روح کو تھوڑی دیر کے لئے رجوع کر لیا تو یہ کوئی بڑا کارنامہ نہ کہلائے گا۔"

حمید کرسی سے اٹھ کر مینٹل پیس کی طرف گیا اور ہاتھی دانت کی چوہیا کو ہتھیلی پر رکھے ہوئے واپس آیا پھر اسے میز پر رکھتا ہوا بولا۔ "یہ ایک بے جان چوہیا ہے ایک کھلونا.... کیا تم اسے گوشت و پوست میں لا سکتے ہو۔"

"نہیں بھائی۔" ڈاکٹر ہڈسن مضحکانہ انداز میں ہنستا ہوا بولا "میرے بس کا روگ نہیں۔"

ڈاکٹر ہڈسن حمید کا مضحکہ اڑا رہا تھا لیکن روزیٹی بہت زیادہ سنجیدہ نظر آ رہی تھی۔

"اچھا ڈاکٹر تو تم ذرا اپنی آنکھیں کھلی رکھنا۔ میں اسے نہ صرف زندہ چوہیا میں تبدیل کر دوں گا بلکہ جتنی دیر کہو گے اسے نچاتا بھی رہوں گا۔"

ہڈسن پھر ہنسنے لگا۔ روزیٹی نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ حمید نے اوٹ پٹانگ بکواس شروع کر دی تھی اور ساتھ ہی ساتھ وہ طرح طرح کے پوز بنا کر اچھلتا کودتا بھی جا رہا تھا۔ پھر ان دونوں کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کب ہاتھی دانت کی چوہیا حمید کی جیب میں گئی اور کب خود اس کی پالتو چوہیا جیب سے نکل کر میز پر آ گئی۔ جیسے ہی حمید نے اپنے دونوں ہاتھ اس پر سے ہٹائے روزیٹی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی اور ڈاکٹر ہڈسن حیرت سے آنکھیں پھاڑے ہوئے آگے جھک گیا۔

"ناچو....اب تم ناچو.... میں جس دھن پر چاہوں گا تمہیں اُس پر ناچنا پڑے گا۔" حمید نے چوہیا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم بھی ڈاکٹر ہڈسن اور روزیٹی کی ہم وطن ہو۔ ناچو میری جان۔"

جیسے ہی حمید نے سیٹی شروع کی تربیت یافتہ چوہیا میز پر پھدکنے لگی۔

ڈاکٹر ہڈسن کی آنکھوں میں حیرت تھی اور اس کے ہونٹ کھلے ہوئے تھے۔ روزیٹی کے چہرے پر خوف و حیرت کے ملے جلے آثار تھے۔

"باس جاؤ... چلی جاؤ.... آؤ میری جیب میں آؤ۔" حمید نے مخصوص انداز میں میز کھٹکھٹائی اور چوہیا اس کے کوٹ کی جیب میں گھس گئی۔

حمید نے اسی جیب سے ہاتھی دانت کی چوہیا نکال کر میز پر ڈال دی۔

"واقعی ڈاکٹر....!" روزیٹی نے کچھ کہنا چاہا لیکن نہ کہہ سکی۔ اس کے چہرے پر پسینے کی بوندیں تھیں جنہیں وہ رومال سے خشک کر رہی تھی۔

اچانک وہ دبلا پتلا انگریز کمرے میں داخل ہوا۔ جو دربان کی حیثیت سے برآمدے میں بیٹھا کرتا تھا۔ اس نے ڈاکٹر ہڈسن کو کسی کا ملاقاتی کارڈ دیا۔

"اوہ.... کرنل فریدی۔" ڈاکٹر ہڈسن نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔ "جاؤ.... انہیں یہاں لاؤ۔"

انگریز چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد فریدی کمرے میں داخل ہوا۔

"میں جانتا تھا کہ تم یہیں ہو گے۔" اس نے حمید کو غصیلی آواز میں مخاطب کیا اور حمید سچ مچ بوکھلا گیا۔

"میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم اب یہاں نہیں آؤ گے۔"

"کیا مطلب....!"

"شٹ اپ....!" فریدی اتنے زور سے چیخا کہ کمرے کی دیواریں جھنجھلا اٹھیں۔ پھر اس نے ڈاکٹر ہڈسن سے کہا۔ "اگر اب تم نے اسے اپنے یہاں آنے دیا تو اپنی لڑکیوں کی بربادی کے خود ذمہ دار ہو گے اور میں کسی قسم کی شکایت نہ سنوں گا سمجھے۔"

"مگر کرنل....!" ہڈسن نے کچھ کہنا چاہا لیکن فریدی اس کی طرف دھیان دیئے بغیر حمید کو دروازے کی طرف دھکیلتا ہوا بولا۔ "نکلو یہاں سے۔"

حمید کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بھرے بازار میں ننگا کر دیا گیا ہو۔

دو فائر

سڑک تک پہنچتے پہنچتے حمید آپے سے باہر ہو گیا۔ غصے کے مارے اُس کا عجیب حال تھا۔ ذہن میں فریدی کے خلاف کئی بُرے الفاظ گونج رہے تھے اور غصے کی زیادتی گلا گھونٹ رہی تھی۔ وہ خود اپنے ہی ہاتھوں بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔ ابھی وہ کیڈی تک نہیں پہنچے تھے کہ انہیں ڈاکٹر ہڈسن کی

آواز سنائی دی جو انہیں پکارتا ہوا تیزی سے اسی طرف آرہا تھا۔ فریدی رک گیا لیکن اُس کا ہاتھ اب بھی حمید کی گردن پر تھا۔

"مگر کرنل آخر اتنی خفگی کی کیا وجہ ہے۔ دو منٹ ٹھہرو۔ کچھ گفتگو کریں گے۔ یہ کیا کہ آئے اور کھڑے ہی کھڑے چل دیئے۔" ڈاکٹر ہڈسن فریدی کے قریب پہنچ کر بولا۔

"میں بہت عدیم الفرصت آدمی ہوں۔" فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"لیکن کل اتنے عدیم الفرصت نہیں تھے۔"

"مجھے افسوس ہے کل ایک غلط فہمی کی بناء پر یہاں چلا آیا تھا.... اب کوئی بات نہیں۔"

"وہ تو مجھے پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے۔"

"غالباً اسی نالائق سے معلوم ہوا ہوگا۔"

"اوہ.... انہیں نالائق نہ کہو.... یہ تو بڑے کام کمال کے آدمی ہیں۔ بے جان چیزوں میں جان ڈالتے ہیں۔ ہاتھی دانت کی چوہیا کو میں نے ابھی تھرکتے دیکھا ہے۔ کرنل میرے خدا.... کمال ہے۔"

فریدی نے بڑی پھرتی سے حمید کے جیب میں ہاتھ ڈال کر چوہیا نکال لی اور اسے ڈاکٹر ہڈسن کے چہرے کے برابر اٹھاتا ہوا بولا۔ "یہ رہی چوہیا.... میں تم سے یہی کہہ رہا تھا کہ اس سے اپنی لڑکیوں کو بچانا۔ لڑکیاں اُس کی انہیں حرکتوں پر بُری طرح مرتی ہیں اور پھر تباہ ہو جاتی ہیں۔"

اب حمید کی کھوپڑی بالکل ہی آؤٹ ہو گئی اور اس نے مچل کر اپنی گردن فریدی کی گرفت سے آزاد کرالی لیکن وہ بھاگ نہیں سکا۔ کیونکہ فریدی نے اُس کی کلائی پکڑ لی تھی۔

"اچھا ڈاکٹر.... شب بخیر....!" فریدی نے کہا اور اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر حمید سمیت اندر بیٹھ گیا۔ کیڈی چل پڑی۔

"کیا مطلب تھا اس کا۔" حمید حلق پھاڑ کر چیخا۔ "خود ہی بھیجا پھر اس طرح ذلیل بھی کیا۔"

فریدی بے تحاشہ ہنسنے لگا اور اب حمید نے باقاعدہ طور پر اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا۔

"بس اتنے ہی میں ہوش ٹھکانے آ گئے۔" فریدی ہنسی ضبط کرتا ہوا بولا۔ "فرزند من اگر میں اسکیم کا آخری حصہ تمہیں پہلے ہی بتا دیتا تم لاکھ برس میں بھی نہ کر سکتے جو میں چاہتا تھا۔"

"آپ کے چاہنے ہی کے لئے تو میں پیدا ہوا ہوں۔"

"تم سمجھتے ہو کہ اب وہ لوگ تمہیں منہ نہ لگائیں گے۔ لیکن برخوردار میرا دعویٰ ہے کہ کل تم آرلکچنو میں روزیٹی کے ساتھ رقص کرو گے۔ اگر ایسا نہ ہو تو فریدی کو گولی مار دینا۔ بہر حال تم نے آخیر وقت تک اپنا پارٹ بڑی خوش اسلوبی سے ادا کیا۔"

حمید نے تہیہ کر لیا تھا کہ اب وہ کسی کام میں ہاتھ نہ لگائے گا۔ پچھلی رات اسے فریدی کی اس حرکت پر ایسا معلوم ہوا تھا جیسے نہ صرف اس کی بلکہ اس کی آنے والی نسلوں کی توہین ہو گئی ہو۔

آج صبح اس نے فریدی کے ساتھ ناشتہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ اُس وقت کمرے سے باہر ہی نہیں نکلا جب تک کہ فریدی باہر نہیں چلا گیا۔

پچھلی رات اس نے جو کچھ بھی کیا تھا فریدی کے کہنے پر۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ آخری منظر بھی اسکیم ہی کا ایک جزو تھا تو اس سے اس کا باخبر ہونا ضروری تھا۔ اس طرح اسے شرمندہ تو نہ ہونا پڑتا۔ لیکن پھر وہ سوچنے لگا کہ باخبر ہونے کی صورت میں اس کی ایکٹنگ اتنی جاندار نہ ہو سکتی۔ بے خبری میں تو سب کچھ بالکل فطری انداز میں ہوا تھا لیکن پھر بھی اُس کو فریدی پر غصہ تھا۔ جب بھی پچھلی رات کا واقعہ یاد آتا وہ ایک بے نام سی الجھن محسوس کرنے لگتا تھا۔

فریدی کے کمرے میں دیر سے فون کی گھنٹی بج رہی تھی لیکن حمید کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ وہ آج کچھ بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ گھنٹی بند ہو گئی۔ پھر اُس کے بعد ہی ایک نوکر حمید کی خواب گاہ میں داخل ہوا۔

"آپ کا فون ہے۔"

"کہہ دو موجود نہیں ہیں۔"

"مگر سرکار میں نے تو کہہ دیا کہ موجود ہیں۔"

"کس سے پوچھ کر کہہ دیا ہے۔" حمید اس پر برس پڑا۔

"صاحب کوئی عورت ہے۔"

"دیکھو....!" حمید فوراً نرم پڑ گیا۔ "مجھ سے پوچھے بغیر اس قسم کی حرکت نہ کیا کرو سمجھے! تمہیں کہنا چاہئے تھا دیکھ لوں کپتان صاحب ہیں یا نہیں۔"

"حضور وہ انگریزی بول رہی تھی اور مجھے انگریزی میں یس سر اور نو سر کے علاوہ اور کچھ نہیں آتا۔"

''اور تم نے اس عورت کو بھی سر ہی کہا ہوگا۔''

''یس سر.....!'' نوکر نے کچھ اس انداز میں کہا کہ حمید کو ہنسی آگئی۔

وہ فریدی کے کمرے میں آیا۔ ریسیور میز پر پڑا ہوا تھا۔

''ہیلو.....!''

''کون..... کیپٹن!'' دوسری طرف سے نسوانی آواز آئی۔

''ہاں..... آں..... آپ کون ہیں؟''

''روزیٹی.....!'' اس طرح کہا گیا جیسے ہنسی روکنے کی کوشش کی جارہی ہو۔

''ہوں..... کیا بات ہے۔''

''کیا آج نہ آؤ گے۔'' وہ بے ساختہ ہنس پڑی۔

''ضرور آؤں گا۔'' حمید دانت پیس کر بولا۔

''آپ غصے میں معلوم ہوتے ہیں۔'' دوسری طرف سے آواز آئی ''مگر یہ اچھا ہی ہوا ورنہ میں تمہیں فون کرنے کی ہمت نہ کرسکتی۔''

''کیوں..... میں نہیں سمجھا۔''

''اگر رات والا واقعہ حقیقت پر مبنی ہوتا تو میں تم سے خائف ہوتی۔ لیکن اس وقت خاصا لطف آرہا ہے۔ ڈاکٹر کی زبانی اصل واقعہ معلوم کر کے میں بڑی دیر تک ہنستی رہی۔ تم نے کس صفائی سے ہمیں اُلو بنایا تھا۔ مگر پھر بھی تمہارے کمال کا معترف ہونا پڑتا ہے۔ کیونکہ چوہوں کو سدھانا قریب قریب ناممکن ہے۔''

''ہاں..... ہے تو.....!''

''مگر میرا خیال ہے کہ تمہارا چیف عورتوں کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتا۔''

''تم ٹھیک سمجھیں۔'' حمید نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ ''اگر اس کا بس چلتا تو وہ عورت کی بجائے کسی مرد کے پیٹ سے پیدا ہونے کی کوشش کرتا۔'' جواب میں حمید نے ایک سریلا قہقہہ سنا۔

''اچھا چھوڑو..... آج کس وقت آرہے ہو۔''

''ہائیں کیا کل تم نے میرے چیف کی گفتگو نہیں سنی تھی۔''

''سنی تھی..... اسی لئے میں نے یہ کہا تھا کہ عورتوں کے بارے میں وہ اچھی رائے نہیں

رکھتا۔ تم جانتے ہو کہ ہم مغربی لوگ اس معاملے میں تنگ نظر نہیں ہیں۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"ڈاکٹر تم سے ملنے کے مشتاق ہیں۔ ارے لو، وہ آ ہی گئے۔" روزیٹی نے کہا۔

اس کے بعد حمید کے کان میں ہلکی سی بھنبھناہٹ گونجتی رہی۔ شاید روزیٹی اور ڈاکٹر آپس میں گفتگو کرنے لگے تھے۔ "ہیلو" چند لمحوں کے بعد روزیٹی کی آواز آئی۔

"ہیلو....!"

"دیکھو.... ڈاکٹر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔"

"ہلو....!" ڈاکٹر کی آواز آئی اور پھر وہ بولتا ہی رہا۔ "شریر لڑکے آج تم ضرور آؤ گے میں تمہیں بہت زیادہ پسند کرنے لگا ہوں۔ آج ہم ایک کاک ٹیل پارٹی میں جا رہے ہیں تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہوگا سمجھے اور تمہارے ساتھ تمہاری چوہیا بھی ہوگی۔ اور سنو جوان آدمی رقص کے پروگرام میں ساؤتھ امریکن کاک ٹیل بھی شامل ہے۔"

"مگر میرے چیف نے....؟"

"اوہ.... چھوڑو اسے.... وہ مجھے کوئی ملّا معلوم ہوتا ہے۔"

"اچھا ڈاکٹر میں ضرور آؤں گا۔"

"بہت اچھے.... میں سات بجے تمہارا منتظر رہوں گا۔"

فون کا سلسلہ دوسری طرف سے منقطع ہو گیا۔

❁

گریٹی نے ضمانت پر رہا ہوتے ہی اپنے شراب خانے کا رخ کیا تھا۔ اس کے پڑوسی اس کی گرفتاری پر خوش تھے وہ سمجھے تھے کہ شاید اب اس سے ہمیشہ کے لئے نجات مل گئی۔ کیونکہ انہوں نے اڑتی اڑتی خبر سنی تھی کہ اس پر اس کی محبوبہ کے قتل کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ لیکن جب انہیں یہ اطلاع ملی کہ وہ ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے تو وہ اظہار ہمدردی کے لئے جوق در جوق اس کے پاس پہنچنے لگے۔ گریٹی اچھی طرح سمجھتا تھا کہ انہیں اس سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی وہ انہیں اخلاقاً برداشت کرتا رہا۔ ویسے بھی پڑوسیوں کے ساتھ اس کا برتاؤ برا نہیں تھا۔ وہ دراصل پڑوسیوں سے کوئی سروکار ہی نہیں رکھتا تھا۔

بہر حال جب ان سے فرصت ملی اور وہ رم کی آدھی بوتل ختم کر چکا تو اسے سونیا کی یاد ستانے لگی اور اس کا دل اسے ملامت کرنے لگا شاید زندگی میں پہلی بار اُسے اپنے کمینہ پن کا احساس ہوا تھا۔ وہ آدھی بوتل میز پر ہی چھوڑ کر اٹھ گیا۔ سونیا کی تصویر بُری طرح اُس کے ذہن پر مسلط تھی۔ وہ سونیا کو چاہتا تھا اس کی ہر خواہش پوری کرنے کی کوشش کرتا تھا اور سونیا ہر حال میں ایک وفادار کتیا کی طرح اس کے اشارے پر دم ہلانے لگتی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شاید اب سونیا جیسی عورت اس کی زندگی میں کبھی داخل نہ ہو سکے۔

وہ ٹہلتا ہوا اسی راہداری میں آیا جہاں اس نے سونیا کو بڑی بے دردی سے مار ڈالا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے سونیا اب بھی اس کی گرفت سے نکلنے کے لئے بے بسی سے ہاتھ پیر مار رہی ہو۔ گریٹی کے چہرے پر پسینے کی بوندیں پھوٹ آئیں۔ وہ آہستہ آہستہ گٹر کے دہانے کی طرف بڑھنے لگا اور پھر اس کے قریب پہنچ کر اس کے جسم میں تھرتھری سی پیدا ہو گئی۔

وہ چپ چاپ کھڑا رہا۔ اس کے کانوں میں گرجے کی گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ تیز قسم کی گھنٹیاں جن کی جھنجھناہٹ اسے اپنے سارے جسم میں محسوس ہو رہی تھی اور پھر گھنٹیوں کے اسی شور میں اسے سونیا کے رونے کی آواز سنائی دی۔ کتنا درد تھا اس آواز میں۔ اس آواز میں کتنی سپردگی تھی۔ جب وہ اسے پیٹا کرتا تھا تو وہ ایسی ہی آواز میں روتی تھی۔ گریٹی کی آنکھوں سے دھاریں بہہ چلیں اور وہ بے ساختہ زمین پر گر گیا۔ اس کی پیشانی گٹر کے آہنی اور کھردرے ڈھکن پر تھی۔ گریٹی رو رہا تھا اور اپنی پیشانی گٹر کے ڈھکن پر اس طرح رگڑ رہا تھا جیسے وہ سونیا کا رخسار ہو۔ پھر وہ یک بیک اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ بڑا بھیانک لگ رہا تھا اور اب اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں تھے۔

''مار ڈالوں گا۔'' وہ بھرائی ہوئی آواز میں چیخا۔ ''میں فریدی کو مار ڈالوں گا۔''

دوسرے لمحے میں وہ بہت تیزی سے اپنے رہائشی کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے۔

''ہیلو! میں گریٹی بول رہا ہوں۔ ہاں گریٹی.... مجھے ایک ریوالور چاہئے۔ باقاعدہ تلاشی سے پہلے میں نے اپنا سامان ضائع کر دیا تھا.... مجھے ایک ریوالور چاہئے.... سمجھے بولو.... جواب کیوں نہیں دیتے۔''

''یہ کیا حماقت ہے۔'' دوسری طرف سے آواز آئی۔ ''تم سچ مچ گدھے ہو۔ خبردار اب اس

طرح یہاں فون مت کرنا۔ جب مجھے ضرورت ہو گی تم سے کسی نہ کسی طرح رابطہ قائم کرلوں گا۔"

اور پھر اس کے بعد ہی دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

گریٹی نے ریسیور پٹختے ہوئے ایک کریہہ سی گالی دی اور فون کو مکا دکھاتا ہوا بولا۔ "اچھا سور کے بچے سب سے پہلے تجھ سے ہی نپٹوں گا۔ ٹھیک ہے تیری ہی بدولت سونیا کی جان گئی۔ اچھا تو آج کی رات تیری آخری رات ہو گی۔"

✿

ڈیکن ہال میں امریکن سفارت خانے کی طرف سے کال ٹیل پارٹی دی گئی تھی جس کے ساتھ اور دوسرے پروگرام بھی تھے۔ حمید اس موقع پر پیچھے نہیں رہا تھا۔ اگر ڈاکٹر ہڈسن اسے مدعو نہ کرتا تب بھی وہ یہاں ضرور پہنچتا۔ کیونکہ اس کے اور فریدی کے نام براہِ راست دعوت نامے آئے تھے۔ لیکن فریدی ڈیکن ہال میں موجود نہیں تھا۔

ڈاکٹر ہڈسن کے ساتھ دونوں لڑکیاں آئی تھیں اور حمید اپنے ڈنر سوٹ میں بڑا اسمارٹ لگ رہا تھا لیکن وہ اپنی پالتو چوہیا ساتھ نہیں لایا تھا۔

رقص میں وہ باری باری سے دونوں لڑکیوں کو ہم رقص بناتا رہا۔ روزیٹی اس تقریب کی شہزادی تھی۔ شہر کے سینکڑوں آدمیوں نے اُس سے رقص کی درخواست کی لیکن وہ حمید کے علاوہ اور کسی کے ساتھ نہیں ناچی۔

دو بجے تک عورتیں کتیوں کی طرح بھونکنے لگیں۔ ساؤتھ امریکن کاک ٹیل کا دور شروع ہو گیا تھا اور مہذب ترین آدمیوں پر بھی وحشت طاری ہونے لگی تھی۔ اور وہ جانوروں کی طرح بے مہار ہو گئے تھے۔ اس وقت حمید روزیٹی کے ساتھ ناچ رہا تھا۔

"جنگلی کہیں کے۔" وہ حمید کا بازو نوچ کر بولی۔

"ہاہا.... ہاہا.... ہہ ہا۔" حمید موسیقی کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ قہقہے لگانے لگا۔

"مجھے یہ وحشیانہ انداز رقص بالکل پسند نہیں۔" روزیٹی بسور کر بولی۔

"تو پھر ختم کرو.... ہم کہیں چل کر بیٹھیں۔" حمید نے کہا۔

"ہاں یہی بہتر ہے.... میں بہت تھک گیا ہوں۔"

"ڈاکٹر کہاں ہے۔"

"پتہ نہیں....!"

"اور....وہ....ریگی....!"

"میں نہیں جانتی.... کیا وہ مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے۔"

"ار.... نہیں.... تم تو.... کسی مصور کا حسین خواب ہو۔"

"مجھے شاعری سے نفرت ہے۔" نہ جانے کیوں روزیٹی کچھ جھلا سی گئی تھی۔

"تب پھر مجھے کہنے دو کہ ایک دن تمہارا خوب صورت جسم کیڑے کھا جائیں گے تم صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جاؤ گی اور یہ کہ اس وقت بھی تمہارے پیٹ میں آنتیں ہیں۔ جنہیں دیکھنے سے گھن آتی ہے۔ اگر تمہارا پیٹ پھاڑ دیا جائے تو تمہارے چہرے پر لگے ہوئے روز اور غازے کی کیا وقعت رہ جائے گی۔"

"تم اُلو ہو۔" روزیٹا بھنا کر بولی۔

"میں شاعری بھی کر سکتا ہوں اور اُلو بھی ہوں۔"

وہ دونوں ناچتے ہوئے بھیڑ سے نکل کر اپنی میز پر آ گئے۔

ڈاکٹر ہڈسن اور ریگی وہاں بھی نہیں تھے۔ روزیٹی تشویش آمیز نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگی۔

"کیوں کیا بات ہے۔" حمید نے پوچھا۔

"ڈاکٹر اور ریگی.... انہیں یہیں ہونا چاہئے تھا۔"

"ڈاکٹر کو ریگی سے عشق تو نہیں ہے۔" حمید نے پوچھا۔

"تم بعض اوقات پاگلوں کی طرح بکواس کرنے لگتے ہو۔"

"کیوں کیا میں نے کوئی بُری بات کہہ دی ہے۔"

"ڈاکٹر بہت نیک آدمی ہے۔"

"تو کیا میں بُرا آدمی ہوں۔"

"میں کب کہتی ہوں۔"

"تو پھر مجھے تم سے عشق ہو گیا ہے۔"

"ہو جانے دو۔" گریٹی نے لاپروائی سے کہا۔

"نہیں یوں نہیں.... تم بھی کہو کہ تمہیں مجھ سے عشق ہو گیا ہے۔"

"تم کھلنڈرے ہو.... میرا مذاق نہ اڑاؤ۔"

اچانک داہنی طرف کی کھڑکی کا شیشہ ٹوٹ کر فرش پر گرا۔ حمید چونک کر ایک طرف ہو گیا اور اسی اضطراری حرکت نے اس کی جان بچائی کیونکہ شیشہ ٹوٹنے کے ساتھ ہی ایک فائر ہوا تھا۔ حمید نے خود کو کرسی سے گرا دیا تھا۔ پھر ایک ہنگامہ سا برپا ہو گیا۔ ہال میں کسی نہ کسی کے گولی ضرور لگی تھی۔ کچھ لوگ دوڑ کر حمید کی طرف آئے اور اُس نے کھڑکی کی طرف اشارہ کر دیا۔ روزیٹی دور کھڑی کانپ رہی تھی۔

حمید لوگوں کو بتا رہا تھا کہ کس طرح شیشہ توڑ کر دوسری طرف سے کسی نے فائر کیا تھا۔

اچانک اس کی نظر فریدی پر پڑی جو مجمع میں کھڑا اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی دونوں کی نظریں ملیں فریدی کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

روزیٹی بھی فریدی کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ وہ اس وقت اسے بہت پُر اسرار معلوم ہو رہا تھا۔ حمید فریدی کی طرف بڑھا۔

"فکر کی بات نہیں۔" فریدی آہستہ سے بولا۔ "وہ پاگل ہو گیا ہے۔"

"کون....!"

"گریٹی۔ اُس نے پہلا فائر ڈاکٹر ہڈسن پر کیا تھا مگر وہ بچ گیا۔"

"ڈاکٹر کہاں تھا۔"

"باغ میں....!"

"کیا گریٹی پکڑ لیا گیا۔"

"نہیں۔"

زندہ لاش

روزیٹی وہاں تنہا رہ گئی۔ کیونکہ حمید کو فریدی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ لوگ سوالات کر کے اسے پریشان کرنے لگے تھے اور روزیٹی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اب کیا کرے۔ اسے وہیں رک کر ڈاکٹر ہڈسن کا انتظار کرنا تھا۔

انتظار کا یہ وقفہ جلد ہی ختم ہو گیا۔ ڈاکٹر ہڈسن بھیڑ کو ہٹاتا ہوا ریگی سمیت اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"اوہ.... ڈاکٹر....!" روزیٹی نے کہا اور اسے اپنی ٹھنڈی سانس بڑی تسکین آمیز محسوس ہوئی۔

"کیوں.... کیا بات ہے۔" ڈاکٹر نے پوچھا۔

"کسی نے کیپٹن حمید پر فائر کیا تھا۔" روزیٹی نے ٹوٹی ہوئی کھڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "وہ بچ گیا لیکن گولی ایک دوسرے آدمی کی ٹانگ میں لگی۔"

"کیپٹن کہاں ہے۔"

"اسے اس کا چیف اپنے ساتھ لے گیا۔"

"اچھا.... چلو جلدی کرو۔"

اتنے میں امریکی سفارت خانے کے ایک افسر نے مائیکروفون پر اعلان کیا کہ معزز مہمان اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ جائیں۔ پولیس نہیں چاہتی کہ ضروری کاروائی سے قبل کوئی باہر جائے۔

بھیڑ چھٹنے لگی۔ لوگ ادھر اُدھر کرسیوں پر بیٹھنے لگے تھے اور ہال میں مختلف قسم کی ملی جلی آوازیں گونج رہی تھیں۔ کچھ عورتیں جو نشے میں چور تھیں، اب بھی قہقہے لگا رہی تھیں۔

"یہاں ٹھہرنا خطرے سے خالی نہیں۔" ڈاکٹر ہڈسن چاروں طرف دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"تو پھر نکلنے کی کیا صورت ہوگی۔" روزیٹی نے پوچھا۔

ڈاکٹر ہڈسن کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "مجھ پر بھی فائر کیا گیا تھا۔"

"کیا....!" روزیٹی اچھل پڑی۔

"ہاں.... میں باغ میں تھا۔ رولینڈ کی واپسی کا منتظر تھا۔"

"لیکن فائر کیا کس نے؟"

"میں خود الجھن میں ہوں اور پھر تم کہتی ہو کہ اس سراغرساں پر بھی فائر کیا گیا تھا لیکن گولی نہ اس کے لگی اور نہ میرے۔ میں ایک نئی لائن پر سوچنے کیلئے مجبور ہو گیا ہوں۔"

روزیٹی کچھ نہ بولی۔ وہ تشویش آمیز نظروں سے ڈاکٹر ہڈسن کے چہرے کیطرف دیکھ رہی تھی۔

"فریدی بہت چالاک آدمی ہے۔" ڈاکٹر نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "یہ اسی کی حرکت ہے۔"

پولیس کی رپورٹ مرتب کرنے میں پورا ایک گھنٹہ صرف ہوا۔ پھر تین بجے ہال کے

دروازے کھول دیئے گئے۔

روزیٹی اس دوران میں خاموش ہی رہی اور ریگی ان لڑکیوں میں سے تھی جو بغیر ضرورت گفتگو نہیں کرتیں۔ گفتگو کے دوران میں اکثر وہ مخاطب کو اس طرح دیکھنے لگتی تھی جیسے اس کے کانوں تک اس کی آواز ہی نہ پہنچ رہی ہو۔

ڈاکٹر ہڈسن بڑی تیز رفتاری سے اپنی کار برکلے ہاؤز کی طرف لئے جارہا تھا اور اسے اس بات کا بھی احساس تھا کہ ایک تیز رفتار موٹر سائیکل اس کا تعاقب کررہی ہے۔ ایک بار روزیٹی نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن اس نے ڈاکٹر ہڈسن کے اطمینان میں ذرہ برابر بھی فرق محسوس نہیں کیا۔ برکلے ہاؤز کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ وہ اپنی کار اندر لیتا ہوا چلا گیا۔

اسے یہ بھی دیکھنا تھا کہ کار کا تعاقب کرنے والا کون ہے۔ وہ کار کو ایک روش پر روک کر پائیں باغ کی دیوار کی طرف لپکا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت ایک فائر ہوا اور گولی سنسناتی ہوئی اس کے سر پر سے نکل گئی۔ دوسرے ہی لمحے میں اس نے ایک ہلکی سی کراہ کے ساتھ خود کو زمین پر گرا دیا.... اس نے لڑکیوں کی چیخیں سنیں اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی بھاری قدموں سے بھاگتا ہوا پھاٹک کی طرف جارہا ہو۔

وہ زمین ہی پر پڑے پڑے پھاٹک کی جانب رینگنے لگا۔ تھوڑی ہی دور رینگنے کے بعد کچھ آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے باہر کچھ لوگ ایک دوسرے سے گتھ گئے ہوں۔ ڈاکٹر ہڈسن پھاٹک تک رینگ آیا۔

سامنے سڑک پر اسے دو آدمی تاروں کی چھاؤں میں لڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔ وہ ایک دوسرے پر گھونسے برسا رہے تھے۔ ان میں سے ایک تو یقیناً بھاگ جانے کی فکر میں تھا۔ جیسے ہی وہ بھاگ جانے کی کوشش کرتا دوسرا اس پر اس بُری طرح حملہ کرتا کہ اسے رک کر پلٹنا ہی پڑتا تھا۔

”رولینڈ....!“ ڈاکٹر ہڈسن نے آہستہ سے پکارا۔ لیکن لڑنے والوں کے منہ سے ہلکی سی آواز بھی نہ نکلی۔

”رولینڈ....!“ ڈاکٹر ہڈسن نے پھر پکارا۔ مگر لڑنے والے بدستور لڑتے رہے اور اُن کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ اس بار ہڈسن کی جھلاہٹ بڑھ گئی۔ لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔

اچانک ایک کار آکر ان لڑنے والوں کے قریب رک گئی۔ اس کی ہیڈ لائیٹوں کی روشنی ایک

بار لڑنے والوں پر بھی پڑی تھی اور ڈاکٹر ہڈسن اُن میں سے ایک کو پہچان کر ششدر رہ گیا تھا۔

کار کی روشنی بجھا دی گئی اور اس پر سے دو آدمی اترے اتنے میں لڑنے والوں میں سے ایک ڈھیر ہو چکا تھا۔ پھر ڈاکٹر ہڈسن کو تین دھندلے سائے نظر آئے جو گرے ہوئے آدمی کو اٹھا کر کار کی طرف لے جا رہے تھے۔

قبل اس کے کہ ڈاکٹر ہڈسن کوئی فیصلہ کرتا کار فراٹے بھرتی ہوئی دور نکل گئی۔

پھر تقریباً تین چار منٹ تک وہ وہیں سینے کے بل زمین پر پڑا رہا۔

آہستہ آہستہ تاریکی کا غبار چھٹتا جا رہا تھا اور تارے اس طرح جھلملا رہے تھے جیسے کوئی ننھا سا بچہ مخصوص انداز میں پلکیں جھپکاتا ہے اور اب پھر وہی اتھاہ سناٹا اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ازل سے اب تک سناٹے کا یہ سلسلہ ٹوٹا ہی نہ ہو۔

ہڈسن کچھ دیر تک تو زمین ہی پر پڑا ہوا رینگتا رہا۔ پھر سیدھا کھڑا ہو کر چلنے لگا۔ دونوں خوفزدہ لڑکیاں اب بھی کار ہی میں تھیں اور ایک دوسری سے اس طرح لپٹی ہوئی تھیں جیسے انہوں نے ساتھ ہی جینے اور مرنے کا تہیہ کر لیا ہو۔

❀

دوسری صبح فریدی نیشنل بنک میں داخل ہوا اور سیدھا منیجر کے آفس میں چلا گیا۔ منیجر جو شاید اس سے پہلے ہی سے واقف تھا۔ احتراماً کھڑا ہو گیا۔ لیکن اس کے سامنے بیٹھا ہوا آدمی بدستور بیٹھا رہا یہ شہر کا ایک بڑا سرمایہ دار تھا۔

منیجر نے کرسی کی طرف اشارہ کیا اور فریدی اس کا شکریہ ادا کر کے بیٹھ گیا۔

”فرمایئے! کیا خدمت کروں۔“ منیجر نے مسکرا کر پوچھا۔

”اس بینک کی معرفت دو ممیاں فروخت کی گئی ہیں۔“

”جی ہاں۔“

”کس نے خریدی ہیں۔“

”آپ نے....!“ منیجر نے سر سے اشارہ کرتے ہوئے سامنے والے آدمی کی طرف دیکھا۔

”اوہ.... آپ نے....!“ فریدی اس کی طرف مڑ کر بولا۔

”جی ہاں.... کیوں....؟“ اُس نے فریدی کو گھور کر پوچھا۔

"کیا آپ نے ممیاں یہاں سے اٹھوالیں۔"

"میں آپ کے سوالات کا جواب کیوں دوں۔" اس نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس لئے....!" فریدی اس کے سامنے اپنا ملاقاتی کارڈ رکھتا ہوا بولا۔

اس نے کارڈ کو غور سے دیکھا اور پھر فریدی کو تیز نظروں سے دیکھنے لگا۔

"آپ یہ سب کیوں دریافت کر رہے ہیں۔"

"اس کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں جناب۔" فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"ہاں میں نے دو ممیاں اسی بینک کی معرفت خریدی ہیں۔ قیمت ابھی ادا کر چکا ہوں۔ اب ممیاں یہاں سے اٹھوا کر گھر لے جاؤں گا اور کچھ۔"

"نہیں! اب ان ممیوں سمیت میرے ساتھ چلیں گے۔"

"تم جانتے ہو میں کون ہوں۔" اس آدمی نے بگڑ کر کہا۔

"زیادہ سے زیادہ کسی منسٹر کے سالے ہو گے.... اور کیا۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"اچھا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں۔" اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

لیکن اسے ایک غیر متوقع ذہنی جھٹکے سے دوچار ہونا پڑا۔ فریدی نے میز پر رکھا ہوا رول اٹھا کر اس کے ہاتھ پر رسید کر دیا تھا۔

"خود کو میری حراست میں تصور کرو۔" فریدی نے اس انداز میں کہا جیسے بہت دنوں سے ملاقات ہونے پر کسی کی خیریت دریافت کر رہا ہو۔

"تم ہوش میں ہو یا نہیں۔" وہ آدمی گرج کر بولا۔

"میں قطعی ہوش میں ہوں۔ میرے کہنے پر عمل کرو، ورنہ ہتھ کڑیاں لگا کر لے چلوں گا۔ سمجھے.... میں جانتا ہوں کہ تم ایک بڑے سرمایہ دار ہو لیکن قانون بہر حال قانون ہے۔"

"آپ دیکھ رہے ہیں۔" وہ جھلا کر منیجر کی طرف پلٹا۔

منیجر کچھ نہ بولا۔ شاید اسے پہلے ہی سے خبر دار کر دیا گیا تھا۔

"تم مجھے کسی بات پر مجبور نہیں کر سکتے۔" اس نے فریدی سے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ تم سرِ عام اپنی بے عزتی پر مسرور ہونا چاہتے ہو۔ خیریت اسی میں ہے کہ جو کچھ کہوں کرتے جاؤ۔"

"میں ہر گز نہیں جاؤں گا۔"

"اچھا تو چلو....!" فریدی جیب سے ہتھ کڑیوں کا جوڑا نکالتا ہوا بولا۔ پھر دروازے کی طرف دیکھ کر بلند آواز میں کہا۔ "رمیش اندر آجاؤ۔"

دوسرے ہی لمحے میں سرجنٹ رمیش ایک آدمی کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔

"اس کے ہاتھ پکڑو، میں ہتھ کڑیاں لگاؤں گا۔"

دونوں اس پر جھک پڑے اسے قابو کرنے میں زیادہ دشواری نہیں پیش آئی۔ فریدی نے ہتھکڑیاں لگادیں۔

"اچھا میں دیکھ لوں گا....!" وہ ہانپتا ہوا بولا۔

فریدی اسکی بات کا جواب دیئے بغیر رمیش سے بولا۔ "غالبًا وہ ممیاں گاڑی پر رکھ دی گئی ہونگی۔"

"جی ہاں....!"

اب فریدی اپنے شکار کی طرف مڑا۔ ایک لمحہ اسے حقارت آمیز نظروں سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "چلئے جناب....اب آپ کو اسی صورت میں چلنا پڑے گا۔"

رمیش اور اس کے ساتھی نے اسے کھینچ کر کرسی سے اٹھادیا۔ بینک کا منیجر خاموشی سے بیٹھا رہا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ پتھر کا بت ہو۔

"اچھا جناب....!" فریدی منیجر کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا۔

قیدی دروازے کے قریب رک گیا تھا۔ جیسے ہی فریدی اُس کے قریب پہنچا اُس نے آہستہ سے کہا۔ "ہتھکڑیاں اتروا دیجئے... میں وعدہ کرتا ہوں۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" فریدی نے کہا اور ہتھکڑیاں اس کے ہاتھوں سے الگ کردیں۔

اور پھر وہ باہر نکل آئے۔ سڑک پر پہنچتے ہی اُس آدمی نے فریدی سے کہا۔

"کیا گلو خلاصی کی کوئی صورت نہیں۔"

"گلو خلاصی کے لئے عدالتیں کھلی ہوئی ہیں۔ بس گاڑی میں بیٹھ جایئے۔"

"ایک لاکھ لے لیجئے۔"

"ایسی صورت میں ایک دوسرا مقدمہ بھی آپ پر قائم کیا جاسکتا ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

محکمہ سراغ رسانی کی ایک بڑی سی وین سڑک پر موجود تھی۔ فریدی اپنے قیدی سمیت اُس

پر بیٹھ گیا۔ نیچے دو ممیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ہزار ہا سال پرانی لاشیں.... وین روانہ ہو گئی۔

اور پھر فریدی تھوڑی ہی دیر بعد اپنے محکمے کے ڈی۔ آئی۔ جی کے آفس میں موجود تھا۔ اُس کے ساتھ قیدی بھی تھا اور ممیاں بھی.... ڈی۔ آئی۔ جی نے اُس قیدی کو تحیر آمیز نظروں سے دیکھا۔ حیرت کی بات بھی تھی۔ وہ نہ صرف ایک بڑا سرمایہ دار بلکہ پبلک لائف میں بھی لیڈر قسم کا آدمی تھا۔

"یہ....!" ڈی۔ آئی۔ جی۔ نے آہستہ سے کہا۔

"جی ہاں.... اتنے اونچے قسم کے جرائم چھوٹے موٹے آدمی نہیں کرتے۔"

"لیکن معاملہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکا۔"

"میں عرض کرتا ہوں.... اس واقعے کا تعلق سینٹرل بینک والے معاملے سے ہے۔ وہاں سے بازار میں جعلی نوٹ آئے تھے۔"

"ہاں ہاں میں سمجھ گیا لیکن.... یہ معاملہ....!"

"ٹھہریئے.... میں بتاتا ہوں.... ڈاکٹر ہڈسن والا معاملہ گوش گزار کر چکا ہوں۔ اب میں آپ کو وہ طریقہ بتاؤں گا جس سے ایسی انہونی باتیں بھی ہو جاتی ہیں۔"

قیدی کا چہرہ زرد ہو گیا۔ فریدی ممیوں کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ در حقیقت ممیاں ہیں۔"

ڈی۔ آئی۔ جی کچھ بولا نہیں۔ وہ جواب طلب نظروں سے فریدی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"یہ ممیاں نہیں صرف لکڑی کے خول ہیں اور ان پر اس طرح کا روغن کیا گیا ہے کہ یہ ممیاں معلوم ہوتی ہیں اور آپ یقین کیجئے کہ آپ کو ان میں سے کسی میں بھی کوئی لاش نہ ملے گی۔"

"پھر آخر یہ ہے کیا بلا۔" ڈی۔ آئی۔ جی نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھئے....!" اُس نے کہا اور ممی کے درمیانی جوڑ کو ٹٹولنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے میں اُس کا ڈھکن ایک جھٹکے کے ساتھ کھل کر پیروں کی طرف کھڑا ہو گیا اور ساتھ ہی ڈی۔ آئی۔ جی کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئیں۔ کیونکہ ممی کے خول میں نوٹوں کے بنڈل بھرے ہوئے تھے۔

"یہ دیکھئے.... یہ رہے اصلی نوٹ.... اور انہیں نمبروں کے جعلی نوٹ نیشنل بنک کے اسٹرانگ روم میں پہنچ گئے ہوں گے۔"

"اور اب دیکھئے۔ مجھے یقین ہے کہ اس دوسرے خول سے کوئی زندہ لاش برآمد ہو گی۔ ورنہ نوٹ کسی فوق الفطرت طریقے سے اِدھر اُدھر نہیں منتقل ہوتے۔"

"کیا اس کے اندر کوئی ذی روح زندہ رہ سکتا ہے۔" ڈی۔ آئی۔ جی نے دوسری ممی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ ہو سکتا ہے.... جناب والا! اسے بھی دیکھ لیجئے۔"

فریدی نے دوسری ممی کا بھی ڈھکن اٹھا دیا۔ اس کی توقع کے مطابق سچ مچ اُس میں ایک آدمی لیٹا ہوا نظر آ رہا تھا۔ پھر وہ آدمی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ گیس ماسک میں چھپا ہوا تھا اور کمر کے گرد چاروں طرف آکسیجن کی تھیلیاں لگی ہوئی تھیں۔

فریدی نے آگے بڑھ کر اُسے پکڑ لیا اور دوسرے ہی لمحے میں اس کے چہرے سے گیس ماسک ہٹا دیا گیا۔ یہ وہی دبلا پتلا مدقوق سا انگریز تھا جو برکلے ہاؤز میں دربانی کے فرائض انجام دیتا تھا۔ فریدی پر نظر پڑتے ہی اس کی گھگھی بندھ گئی۔

"تو یہ رہی وہ زندہ لاش....!" فریدی مسکرا کر بولا۔ "اور یہ طریقہ ہے جعلی نوٹوں کی تقسیم کا۔"

"تو کیا ممیاں بینک کی معرفت فروخت ہوتی رہی ہیں۔" ڈی۔ آئی۔ جی نے پوچھا۔

"جی ہاں.... اُن کا پہلا شکار سینٹرل بینک تھا اور دوسرا نیشنل بینک۔"

انگریز کھڑا بُری طرح کانپ رہا تھا۔ پھر یک بیک وہ گر پڑا۔

فریدی نے جھک کر اُسے دیکھا اور پھر سیدھا کھڑا ہو کر بولا۔ "بیہوش ہو گیا ہے۔"

"تو کیا ڈاکٹر ہڈسن....!"

"جی ہاں.... وہی...." فریدی نے کہا۔ "وہ ان کا سرغنہ ہے۔ اُس کے ایک آدمی رولینڈ کو میں پچھلی ہی رات کو گرفتار کر چکا ہوں۔ ہڈسن نے اُسے میری نقل و حرکت پر نظر رکھنے کیلئے مقرر کیا تھا۔ پچھلی شام کو یہ دونوں ممیاں نیشنل بینک میں پہنچائی گئی تھیں۔ اُس کے بعد سے رولینڈ میرے پیچھے لگ گیا تھا۔ ہڈسن نے یہ کاروبار شروع کرنے کے۔ قبل ہی سے مجھ پر نظر رکھی تھی۔"

فریدی نے اس سلسلے کے دوسرے واقعات دہرانے شروع کئے، روحوں سے گفتگو.... چار پانچ آدمیوں کو دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو جانا.... اور سب سے بڑا لطیفہ.... روحوں نے ہڈسن کو یہ اطلاع بھی دے دی تھی کہ اس وقت وہاں فریدی اور حمید بھی موجود ہیں۔

"کمال ہے۔" ڈی۔ آئی۔ جی سر ہلا کر بولا۔

"کوئی خاص بات نہیں۔" فریدی نے کہا۔ "اور پھر یہ حضرت۔"

اُس نے قیدی کی طرف اشارہ کیا۔ ایک لمحہ خاموش رہا اور پھر بولا۔ "یہ ان ممیوں کو گھر لے جاتے اور پھر ان نوٹوں کے حصے بخرے ہو جاتے.... یہ حضرت جو قوم کے لیڈر ہونے کا بھی دعویٰ رکھتے ہیں۔"

قیدی کچھ نہ بولا۔ فریدی نے اُسے جھنجھوڑ کر کہا۔ "کیا کہتے ہو... کیا تمہیں اس جرم سے انکار ہے۔"

وہ کچھ نہیں بولا۔ اُس نے آنکھیں کھولیں اور پھر بند کر لیں۔

"تم ہڈسن تک پہنچے کس طرح۔" ڈی۔ آئی۔ جی نے پوچھا۔

"گریٹی کے ذریعہ۔ میں ایک مشتبہ آدمی کا تعاقب کرتا ہوا چیتھم روڈ کی ایک عمارت تک پہنچا تھا اور وہاں میں نے ایک تہہ خانے میں کچھ ایسے نشانات دیکھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہاں کوئی مشین نصب تھی۔ پھر وہیں پانچ نامعلوم آدمیوں نے ہم پر حملہ کیا۔ لیکن فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ دوسرے دن اِس آدمی کو زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا جس کے ذریعہ میں اُس عمارت تک پہنچا تھا۔ تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ گریٹی کی محبوبہ سونیا اُس کے ساتھ تھی۔ سونیا کی طرف متوجہ ہوا تو گریٹی نے سونیا کو بھی ختم کر دیا۔"

فریدی نے سونیا کے قتل کا واقعہ بالتفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "ضمانت پر رہا ہونے کے بعد ہی سے غالباً گریٹی کا دماغ چل گیا ہے۔ پچھلی رات ڈیکن ہال میں اسی نے گولیاں چلائی تھیں۔ اُس نے ہڈسن پر بھی گولی چلائی تھی۔ پھر اس نے دوسرا حملہ حمید پر کیا لیکن اس میں بھی ناکامیاب رہا.... وہ سچ مچ پاگل ہو گیا تھا۔ ڈیکن ہال میں ناکامیاب ہونے کے بعد اُس نے ہڈسن کی رہائش گاہ کا رخ کیا اور وہاں بھی اُس نے ہڈسن پر گولی چلائی تھی۔"

فریدی خاموش ہو گیا۔

زہریلا دُھواں

فریدی کچھ سوچنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے چونک کر کہا "ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ گریٹی نے برکلے ہاؤز میں بھی ڈاکٹر ہڈسن پر حملہ کیا۔ مجھے یقین تھا کہ گریٹی اُس پر دوسرا حملہ ضرور

کرے گا۔ مگر اس کے لئے برکلے ہاؤز کے ویران پائیں باغ کے علاوہ اور کوئی جگہ مناسب نہیں ہو سکتی۔ جیسے ہی ہڈسن کی کار ڈیکن ہال کی کمپاؤنڈ سے باہر نکلی میں نے حمید کو ضروری ہدایات دے کر اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ پھر وہی ہوا جس کی توقع تھی۔ گریٹی پہلے ہی سے پائیں باغ میں چھپا بیٹھا تھا۔ جیسے ہی ہڈسن کار سے اُترا اُس نے فائر کر دیا اور پھر اپنی دانست میں اُسے ختم کر کے باہر کی طرف بھاگا.... باہر میں موجود تھا۔ بہر حال میں نے گریٹی کو بھی گرفتار کر لیا۔ لیکن اُس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔"

"اس کی ضمانت کس نے دی تھی۔" ڈی۔ آئی۔ جی بولا۔

"ضمانت دینے والے بھی یہی ذات شریف تھے۔" فریدی نے قیدی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"ہوں....!" ڈی۔ آئی۔ جی نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "اس پر شبہ نہیں کہ اگر تم اپنی آنکھیں کھلی نہ رکھو تو یہاں نہ جانے کیا کیا ہو جائے۔ بھلا یہ کیس سول پولیس کے بس کا تھا۔ مگر بھئی مجھے اس آدمی پر حیرت ہے جو لکڑی کے اس تنگ سے خول میں اتنے عرصے تک زندہ رہا۔"

"حیرت کی بات نہیں.... گیس ماسک اور آکسیجن کی تھیلیاں اس کے پاس موجود تھیں۔"

"ٹھیک ہے لیکن پھر بھی اس تنگ سے خول میں جکڑے پڑے رہنا محالات ہی میں سے ہے۔ میرا تو سوچ کر ہی دم گھٹ رہا ہے۔"

فریدی خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "بہر حال یہ ناممکن نہیں ہے۔ صرف پریکٹس ہونی چاہئے۔ یہ تو آکسیجن کے سہارے زندہ رہا لیکن میں نے اکثر سادھوؤں کو دیکھا ہے جو تین تین دن تک زمین میں دفن رہنے کے بعد صحیح و سلامت نکلے ہیں۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔" ڈی۔ آئی۔ جی سر ہلا کر بولا۔ "لیکن ہڈسن کہاں ہے۔"

"اُسے بھی جلد ہی پیش کروں گا۔" فریدی نے قیدی اور بیہوش آدمی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہ واقعہ فی الحال اسی کمرے تک محدود رہے تو بہتر ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" ڈی۔ آئی۔ جی کچھ سوچتا ہوا بولا۔

❁

حمید وائلن بجا رہا تھا اور روزیٹی ناچ رہی تھی۔

ڈاکٹر ہڈسن بھی اُسی کمرے میں موجود تھا اور کبھی کبھی نظر بچا کر حمید کے چہرے کی طرف بہت غور سے دیکھنے لگتا تھا۔ اچانک اُس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"میری ایک بات سن لو۔"

"ڈاکٹر پھر کبھی سنانا۔ یہ روزیٹی نہیں میری روح ناچ رہی ہے اور جب میری روح ناچنے لگتی ہے تو میں اندھا، گونگا، بہرا غرضیکہ بالکل اپاہج ہو جاتا ہوں۔"

روزیٹی ناچتے ناچتے رک گئی۔

حمید نے جھلا کر وائیلن ایک صوفے پر پٹختے ہوئے کہا۔ "پوچھو کیا پوچھتے ہو۔"

"میرا آدمی رولینڈ رات سے غائب ہے۔"

"بس اتنی سی بات تھی ڈاکٹر۔ اچھا میں کوشش کروں گا کہ اس کا سراغ مل جائے۔"

پھر اُس نے روزیٹی سے کہا۔ "شروع ہو جاؤ۔"

"واقعی رولینڈ کی غیر حاضری تشویشناک ہو گئی ہے۔" روزیٹی حمید کی بات پر دھیان دیئے بغیر بولی۔

"ڈاکٹر کہیں اسی نے ہم دونوں پر گولی نہ چلائی ہو۔" حمید بولا۔

"نہیں ایسی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔"

"پھر تم پر گولی کون چلا سکتا ہے اور پھر ساتھ ہی ساتھ مجھ پر بھی۔ ہم دونوں کا دشمن کون ہو سکتا ہے۔"

"بھلا رولینڈ تمہارا دشمن کیوں ہو سکتا ہے۔" ڈاکٹر نے حمید کو تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تم تھوڑی دیر کے لئے یہاں سے چلی جاؤ۔" حمید نے روزیٹی سے کہا۔ "میں ڈاکٹر کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ میرا دشمن کیوں ہو سکتا ہے۔"

"بکواس مت کرو۔" روزیٹی نے کہا۔

"اچھا تو میں تمہارے سامنے ہی بتاتا ہوں۔ شائد رولینڈ کو تم سے دلچسپی ہے ادھر میں نے تم میں دلچسپی لینی شروع کر دی ہے لہٰذا اس کا بھڑک اٹھنا لازمی ہے اور چونکہ ڈاکٹر بھی مجھے پسند کرتے ہیں اس لئے وہ ان کا بھی دشمن ہو گیا ہے۔"

"بکواس.....!" ڈاکٹر ہڈسن بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"یوں کام نہیں چلے گا ڈاکٹر....!" حمید نے چیلنج کرنے والے لہجے میں کہا۔ "یہ بکواس نہیں ہے کہ میں روزیٹی کو پسند کرنے لگا ہوں۔"

"فضول بکواس مت کرو۔" روزیٹی بگڑ کر بولی۔

"ارے تم بھی فضول کہہ رہی ہو.... یعنی....!"

"میں سنجیدگی سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔" ڈاکٹر ہڈسن تیز لہجے میں بولا۔

"میں غیر سنجیدہ نہیں ہوں۔"

"تم پچھلی رات کو کہاں غائب ہو گئے تھے۔"

"غائب تو تم ہوئے تھے ڈاکٹر....!"

"اوہ.... میں.... باغ میں تھا۔ میں اور ریگی تازہ ہوا چاہتے تھے۔"

"اگر میں کہوں کہ تم نے ہی مجھ پر گولی چلائی تھی۔"

"میں کیوں چلاتا۔" ڈاکٹر ہڈسن اُسے گھورنے لگا۔

"اچھا تو سنو! جب مجھ پر حملہ ہوا تھا تو تم باغ میں تھے اور میرا چیف مجھ سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا حملے کے بعد وہ مجھے اپنے ساتھ لے گیا اور کچھ اس قسم کی گفتگو شروع کی جس سے یہ مترشح ہوتا تھا کہ وہ حملہ تمہاری ہی ایماء پر ہوا تھا۔"

"سراسر غلط ہے.... بھلا میں تم پر اس طرح کیوں حملہ کرنے لگا۔ اگر تمہیں ختم ہی کرنا ہوتا تو روزیٹی کے ذریعہ تمہیں زہر دلوا دیتا.... سمجھے۔"

ڈاکٹر ہڈسن ہنسنے لگا۔

"ٹھیک کہتے ہو ڈاکٹر۔" پشت کے دروازے سے آواز آئی۔

وہ سب چونک کر مڑے۔ دروازے میں فریدی کھڑا مسکرا رہا تھا اسکے دونوں ہاتھ جیبوں میں تھے۔

"میں تم سے متفق ہوں۔" وہ پھر بولا۔ "روزیٹی میرے اسسٹنٹ کو اسی طرح زہر دے سکتی تھی جس طرح سونیا نے راجو کو....!"

"اوہ.... کرنل آؤ.... آؤ.... مگر تم بغیر اطلاع اندر کیسے چلے آئے۔" ڈاکٹر ہڈسن اٹھتا ہوا بولا۔

"بیٹھ جاؤ۔" فریدی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اس کا داہنا ہاتھ جیب سے نکل آیا اور اس میں ریوالور تھا۔

"چلو بیٹھ گیا۔" ڈاکٹر ہڈسن مسکراتا ہوا بیٹھ گیا۔ "شاید تم اس وقت غصے میں ہو۔"

"ضرور یہی بات ہے۔" حمید چہک کر بولا۔ "تم ان کی غلط فہمی رفع کردو۔" پھر اُس نے فریدی سے کہا۔ "جی ہاں! ڈاکٹر نے حملہ نہیں کیا تھا مجھ پر۔ خود ڈاکٹر پر بھی کسی نے حملہ کیا تھا۔ کیوں روزیٹی ڈارلنگ۔" وہ روزیٹی کو آنکھ مار کر مسکرانے لگا۔

"اچھا کرنل یہی بتادو کہ میں کیپٹن پر حملہ کیوں کرنے لگا۔" ڈاکٹر ہڈسن نے کہا۔

"میں کب کہتا ہوں کہ تم نے اس پر حملہ کیا تھا۔"

"پھر....!"

"وہ تو ایک ایسے پاگل کی حرکت تھی جسے اپنے ہاتھوں اپنی محبوبہ کی موت یاد آگئی تھی۔"

"میں بالکل نہیں سمجھا۔"

"گریٹی۔"

"گریٹی۔" ڈاکٹر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ لیکن پھر وہ فوراً ہی سنبھل کر بولا۔ "گریٹی.... یہ گریٹی کیا بلا ہے۔"

"گریٹی وہی بلا ہے جس نے راجو کا خاتمہ کرایا تھا۔"

"کون راجو....! میں کسی راجو کو نہیں جانتا۔"

"خوب....!" فریدی تلخ انداز میں مسکرایا۔ "شائد تم ان ممیوں سے بھی ناواقف ہو گے جو تم نے نیشنل بینک میں بھجوائی تھیں۔"

"میں قطعی واقف ہوں۔ کیوں! کیا ہوا۔ ہاں میں نے کل دو ممیاں نیشنل بینک کے توسط سے فروخت کی ہیں۔"

"اور اس سے قبل دو ممیاں سینٹرل بینک کے توسط سے فروخت کی تھیں۔"

"ہاں یہ بھی صحیح ہے۔" ڈاکٹر ہڈسن پر سکون لہجے میں بولا۔

"اور یہ بھی صحیح ہے کہ وہ ممیاں صرف لکڑی کے خول ہیں۔"

"کیا مطلب....!"

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو ڈاکٹر۔" فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں بلاوجہ اپنے ہاتھوں کو تکلیف نہیں دیتا۔" ڈاکٹر ہڈسن نے لاپروائی سے کہا۔ "بیٹھ جاؤ

....میں آج تمہیں برازیل کی کافی پلاؤں گا....روزیٹی....ریگی سے کہو کہ کافی تیار کرے۔"

روزیٹی جانے کے لئے مڑی۔

"ٹھہرو....!" فریدی بولا۔ "اس کمرے سے باہر جانے والا اپنی موت کو دعوت دے گا۔"

روزیٹی رک گئی۔

"کیا سچ مچ تم سنجیدہ ہو۔" ڈاکٹر نے حیرت ظاہر کیا۔

"ہاں ایسی صورت میں ضرور سنجیدہ ہونا پڑتا ہے۔ جب ایک ممی سے نوٹوں کی گڈیاں بر آمد ہوں اور دوسری سے ایک زندہ لاش۔"

اچانک ڈاکٹر ہڈسن صوفے سے اچھل کر زمین پر گر پڑا اور ساتھ ہی شیشے کا ایک چھوٹا سا گولا دیوار سے ٹکرا کر پھٹا.... ہلکی سی آواز ہوئی اور فریدی نے ہڈسن پر فائر کر دیا۔ لیکن وہ بڑی پھرتی سے فرش پر پھسل کر صوفے کی اوٹ میں ہو گیا۔

ادھر روزیٹی چھلانگ مار کر دروازے کے باہر نکل گئی۔ حمید اس کے پیچھے دوڑا۔ فریدی نے دوسرا فائر کیا لیکن وہ اپنے سر پر منڈلاتی ہوئی بلا سے لاعلم تھا۔ ہڈسن کا پھینکا ہوا شیشے کا گولا ٹھیک اُسی جگہ دیوار پر لگا تھا جہاں فریدی کھڑا تھا اور گولے کے پھٹتے ہی اُس میں سے تھوڑا سا غبار نکل کر فضا میں نہ صرف چکرانے لگا تھا بلکہ آہستہ آہستہ پھیلاؤ بھی اختیار کرتا جا رہا تھا۔ لیکن اُس طرح نہیں جیسے معمولی دھواں سرعت کے ساتھ اپنا دائرہ وسیع کرتا ہے بلکہ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اپنا حجم بڑھانے کے لئے فضا میں پھیلی ہوئی کسی غیر مرئی اور مخالف قوت سے زور آزمائی کر رہا ہو۔ یعنی اس کے بڑھنے کا اندازہ کچھ دبا دبا سا تھا۔ فریدی نے تیسرا فائر کیا لیکن بے سود.... ڈاکٹر ہڈسن صوفے سے چپک کر رہ گیا تھا۔

فریدی کو یقین ہو گیا کہ اس کے پاس ریوالور نہیں ہے۔ ورنہ وہ ضرور فائر کرتا۔ وہ یہ سوچ کر آگے بڑھنے ہی والا تھا کہ اس کے سر پر منڈلانے والا غبار یک بیک نیچے پھسل آیا۔ فریدی نے گردن جھٹک کر پیچھے ہٹنے کی کوشش کی۔ لیکن اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے ناک کے سوراخوں میں تیز رو چنگاریاں سی گھستی چلی گئی ہوں۔

اور پھر وہ جہاں تھا وہیں چکرا کر گر پڑا۔

اس کے گرنے کی آواز سنتے ہی ڈاکٹر ہڈسن صوفے کی اوٹ سے نکلا۔ اُس نے چٹکی سے اپنی

ناک دبا رکھی تھی۔

پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ بیہوش فریدی کو گھسیٹتا ہوا کمرے کے باہر لے جا رہا تھا۔ اُس نے اُسے راہداری میں ڈال دیا اور کمرے کا دروازہ بند کرنے لگا۔

اس وقت اُس کے چہرے پر بلا کی درندگی نظر آ رہی تھی۔ اُس کے خدوخال تک بدل کر رہ گئے تھے شائد اس وقت اُس کے ساتھی بھی اُسے مشکل ہی سے پہچان سکتے۔

دروازہ بند کر کے وہ فریدی کی طرف مڑا اور اب اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا چاقو تھا۔

❁

مکان میں ریگی اور روزیٹی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ اس کے باوجود بھی حمید کو ان پر قابو پانے میں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔

لیکن کسی نہ کسی طرح اُس نے انہیں ایک کمرے میں بند ہی کر دیا اور خود باہر ہی ٹھہرا رہا۔ اُسے توقع تھی کہ فریدی ڈاکٹر سے نپٹ رہا ہوگا۔

"ڈارلنگ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔" روزیٹی نے منمناتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کسی نہ کسی زبان میں ڈارلنگ گدھے کو بھی کہتے ہوں گے۔" حمید بولا۔

"ابھی میں ناچ رہی تھی۔ تم نے کہا تھا کہ تمہاری روح ناچ رہی ہے۔"

"اب میں خود ناچ رہا ہوں.... اور جب میں ناچتا ہوں تو میری روح بھیک مانگنے لگتی ہے۔"

ریگی چیخ چیخ کر حمید کو گالیاں دے رہی تھی۔

"یہ ذرا قاعدے کی باتیں کر رہی ہے۔" حمید سر ہلا کر بولا۔

"اوہ.... چپ ہو جاؤ ریگی۔" روزیٹی نے ریگی کو ڈانٹا۔

"چلنے دو ڈیئر۔" حمید بولا۔ "اس کی آواز میں بڑی کشش ہے۔"

"تو کھول دو نا۔" روزیٹی نے رو دینے والی آواز میں کہا۔

"ٹھہر جاؤ.... ذرا والد صاحب سے پوچھ لوں۔" حمید بولا۔

پھر اس نے دروازوں اور کھڑکیوں کا جائزہ لیا۔ جب یقین ہو گیا کہ وہ دونوں کسی طرح بھی باہر نہ نکل سکیں گی تو وہ اس کمرے کی طرف چل پڑا جہاں اس نے فریدی اور ہڈسن کو چھوڑا تھا۔

لیکن راہداری میں اُسے وہ منظر دکھائی دیا جس نے اس کی رگوں کا خون منجمد کر دیا۔ فریدی

فرش پر بے حس و حرکت پڑا تھا اور ڈاکٹر ہڈسن غالباً اسی لئے اس پر جھک رہا تھا کہ اس کی گردن پر چھرا پھیر دے۔

"خبردار.....!" حمید دونوں ہاتھ ہلاتا ہوا چیخا۔ بدحواسی میں وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ اس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں پستول موجود ہے۔

ڈاکٹر ہڈسن چھرے کا دستہ مٹھی میں جکڑے ہوئے دیوانہ وار حمید کی طرف جھپٹا اور پھر اگر حمید دونوں ہاتھوں سے اس کا داہنا ہاتھ نہ پکڑ لیتا تو چاقو کا پھل اس کے سینے میں اتر گیا تھا۔

ہڈسن اس سے زیادہ طاقتور تھا لیکن شائد اس وقت حمید کی ساری طاقت اُس کے ہاتھوں میں کھنچ آئی تھی۔ ہڈسن اپنا داہنا ہاتھ کسی طرح نہ چھڑا سکا۔ مگر اس نے حمید کو جلد ہی نیچے گرا دیا.... اس کا ہاتھ اب بھی حمید کی گرفت میں تھا۔

مگر اب تک حمید کی طاقت جواب دیتی جا رہی تھی اور ساتھ ہی اس کے ہاتھوں پر ڈاکٹر ہڈسن کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ چاقو کی نوک آہستہ آہستہ حمید کی گردن کی طرف کھسک رہی تھی۔

اچانک فریدی نے کراہ کر کروٹ لی اور پھر بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ اُس نے ڈاکٹر ہڈسن اور حمید کو دیکھا لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اُسے اپنا سر ایک بڑا سا پتھر معلوم ہو رہا تھا جس کے بوجھ سے گردن دکھنے لگی تھی۔

لیکن اس کیفیت کے زائل ہونے میں دیر نہیں لگی۔ پتہ نہیں وہ کیسی گیس تھی جو سریع الاثر تو تھی لیکن اُس کا اثر زائل ہونے میں بھی زیادہ دیر نہیں لگتی تھی۔

فریدی کا ذہن سوچنے سمجھنے کے قابل ہو گیا تھا۔ وہ بے تحاشہ ان کی طرف دوڑا۔

اس وقت چاقو کی نوک حمید کے سینے سے صرف ایک انچ کے فاصلے پر تھی۔ فریدی نے دونوں ہاتھوں سے ڈاکٹر کی گردن دبوچ کر اُسے ایک جھٹکے کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ چاقو اب بھی ہڈسن کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے بڑی تیزی سے ہاتھ گھمایا لیکن اتنی دیر میں فریدی اسے کمر پر لاد کر نیچے پھینک چکا تھا۔

ہڈسن نے اٹھنے کی کوشش کی اور اس بار فریدی کی ٹھوکر اس کی ٹھوڑی پر پڑی۔ چاقو اُس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

فریدی نے گریبان پکڑ کر اُسے فرش سے اٹھایا اور پھر ایک گھونسہ اس کی ناک پر جڑ دیا۔

ہڈسن اچھل کر کئی فٹ دور جاپڑا۔ وہ چاقو کے قریب ہی گرا تھا۔ اس نے لیٹے ہی لیٹے پھسل کر چاقو کا دستہ پکڑ لیا اور قبل اس کے کہ فریدی اس تک پہنچتا وہ تن کر کھڑا ہو گیا۔ اُس کے چہرے پر خون ہی خون تھا۔

اس بار اس نے بڑی بے جگری سے حملہ کیا۔ لیکن یہ حملہ بھی ناکام رہا۔ فریدی اُسے گیند کی طرح ادھر سے اُدھر اچھال رہا تھا۔

اور حمید پاگلوں کی طرح قہقہے لگا رہا تھا۔ نہ جانے کیوں اس وقت اس پر اذیت پسندی کا بھوت سوار ہو گیا تھا.... وہ ان دونوں لڑکیوں کو کمرے سے نکال لایا۔ دونوں نے ہڈسن کو اس حال میں دیکھ کر پاگل کتیوں کی طرح چیخنا شروع کر دیا۔ فریدی گھونسوں، تھپڑوں اور ٹھوکروں سے اس کی مرمت کر رہا تھا۔

حمید نے دونوں لڑکیوں سے سر لڑانے شروع کر دیئے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ سچ مچ پاگل ہو گیا ہو۔ چونکہ ابھی ابھی خدا کے گھر سے لوٹا تھا اسلئے اُسے اُن کی شکلوں میں ذرہ برابر بھی دلکشی نہیں نظر آ رہی تھی اور انکے چیخنے اور گڑگڑانے کا انداز اُسے زیادہ سے زیادہ ظلم پر ابھار رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہا تھا گدھے۔" اُسے فریدی کی گرج سنائی دی۔

حمید نے دونوں کی گردنیں چھوڑ دیں.... اور ہانپتا ہوا بولا۔ "اپنا حساب بے باق کر رہا تھا۔"

اس نے ڈاکٹر ہڈسن کو دیکھا جو فرش پر بے ہوش پڑا تھا۔

حمید دوبارہ لڑکیوں کی طرف بڑھا تھا کہ فریدی درمیان میں آ گیا۔

"تمہاری جمالیاتی حس کہاں گئی۔" اُس نے ہنس کر پوچھا۔

"جہنم میں۔"

"چلو بس کرو۔" فریدی نے اُسے ایک طرف ہٹا دیا۔

وہ عجیب نظروں سے بیہوش مجرم کی طرف دیکھ رہا تھا۔

ختم شد